Spot CMYK#Waheed

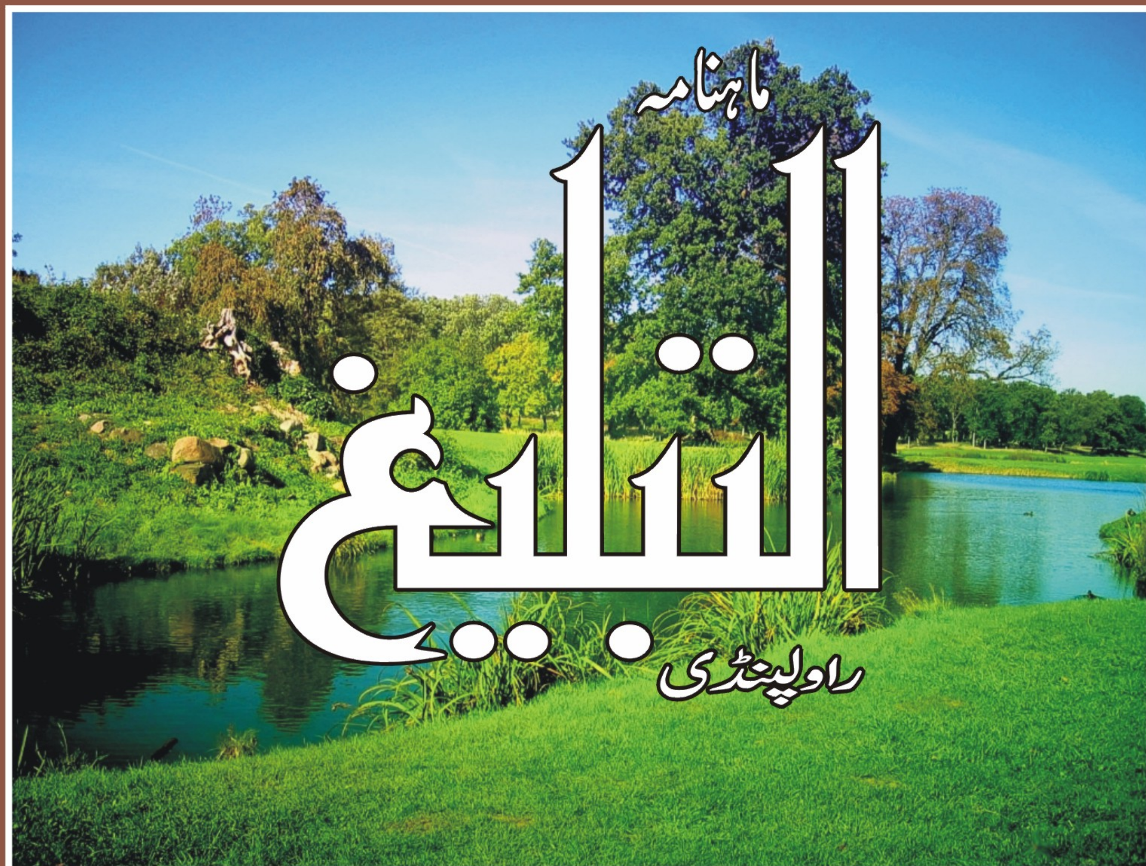

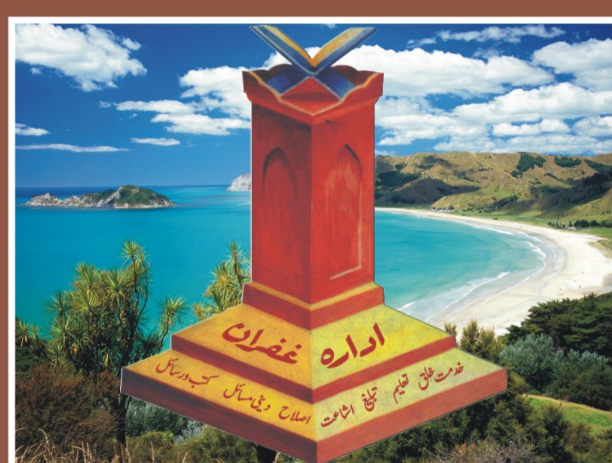

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ............300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ’’التبلیغ‘‘ حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....جھوٹ کا پیشہ..............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۴۷)... یہود ونصاریٰ کبھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہو سکتے.....// // ۶

درسِ حدیث ....قبرستان میں یا قبر کے سامنے نماز پڑھنا.............// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

گھٹن والی زندگی (اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۱۲)..................مفتی محمد امجد حسین ۱۳

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱۲)..................مفتی محمد رضوان ۱۶

سہارنپور کا سفر (قسط۲)..................// // ۱۸

سودی لین دین سے پرہیز کیجئے (قسط۲)..................مفتی منظور احمد ۲۲

ماہِ ذیقعدہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود ۲۵

جانوروں کے حقوق وآداب (گیارہویں وآخری قسط)..................مفتی محمد رضوان ۲۸

علم کے مینار..........سرگذشت عہدِ گُل (قسط۳۸)..........مفتی محمد امجد حسین ۳۱

تذکرۂ اولیاء:.......... تذکرہ مولانا رومی کا (قسط۴)..........// // ۳۵

پیارے بچو! .... چڑیا بھائی کِس کے، دَم لگایا کھِسکے..........مفتی محمد رضوان ۳۹

بزمِ خواتین .... صدقہ سے شفائے امراض..........مفتی ابوشعیب ۴۲

آپ کے دینی مسائل کا حل...... سورج اور چاند گرہن کی نماز مفصّل ومدلّل حکم..... ۴۹

کیا آپ جانتے ہیں؟........ احرام کی حالت میں جوتے پہننے کا حکم .....مفتی محمد رضوان ۶۹

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۵)..........ابوجویریہ ۷۶

طب وصحت.......... مالیخولیا (Melancholia)..........مفتی محمد رضوان ۷۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۸۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۸۳

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر۷ (۱۴۳۱ھ) کی اجمالی فہرست..........ابورملہ ۸۴

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

جھوٹ کا پیشہ

آج سے ہزاروں سال پہلے حضورﷺ نے احادیث میں پیشین گوئی سنادی تھی کہ قیامت کے قریب جھوٹ عام ہوجائے گا، بلکہ جھوٹے کوسچا سمجھا جانے لگے گا۔

پہلے ان زمانوں میں جبکہ کافرتک بھی اپنی زبان کے پکے ہوا کرتے تھے، احادیث کی یہ بات سمجھنا مشکل کام تھا،مگر آج یہ سب مناظر ہمارے دور میں موجود ہیں، چنانچہ جھوٹ کا عام ہونا ایسا مسئلہ ہے کہ جس سے کسی کوانکارنہیں،اورجھوٹے کوسچا سمجھا جانے بلکہ جھوٹ کو پیشہ بنالینے کے مناظر بھی اب عام ہونا شروع ہوگئے ہیں، رات دن ایسے واقعات سننے کو ملتے ہیں کہ جن میں جھوٹ اور فراڈ کے ذریعہ سے لوگوں کی جان، مال اورعزت وآبرو سے کھیلا جاتا ہے،اورایسی حرکات میں مبتلا لوگوں کواپنے کیے پر پشیمانی بھی نہیں ہوتی، بلکہ روز بروز اس کے نئے سے نئے طریقے تلاش کرتے ہیں،اورنہ ہی ان لوگوں کواس چیز کا احساس ہوتا کہ وہ مسلمان ہوکرکس طرح کھلے عام دوسرے مسلمان بھائی کودھوکہ دے رہے ہیں۔

چنانچہ دلالی اور کمیشن کا کام کرنے والوں میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے کہ جوجھوٹ بول کراوردھوکہ دے کر چیزوں کی خرید وفروخت یا کرایہ داری کے معاملات طے کراتے ہیں، دونوں فریقوں کومعاملات طے کرنے کے لئے جھوٹی باتیں بول کرآمادہ کرتے ہیں،تاکہ ان کا کمیشن کھرا ہوجائے۔

ظاہر ہے کہ جھوٹ بول کراوردھوکہ دے کرمعاملات طے کرانے پرکمیشن لینا بھی ناجائز زمرہ میں آتا ہے۔

یوں تو جھوٹ کو پیشہ بنالینے اورجھوٹے کوسچا سمجھے جانے کی صورتیں اورواقعات اب بہت عام ہو چکے ہیں، لیکن شاید ابھی بہت سے لوگوں کواس طرح کے واقعات کا علم نہیں، جس کی وجہ سے وہ پیشہ ور جھوٹوں سے دھوکہ کھا کر غیر معمولی مالی نقصان میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس لئے اس قسم کے واقعات سے باخبر رہنا ضروری ہے۔

چند دن پہلے میرے ساتھ اس طرح کے دو واقعات پیش آئے ،جن میں سے ایک واقعہ بالکل تازہ اور دوسرا واقعہ دومہینہ قبل رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔

Idara Ghufran

رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ کا آخری عشرہ چل رہا تھا، صبح تقریباً دس گیارہ بجے کا وقت تھا، میرے موبائل فون پرایک فون آیا، اور کہا کہ میں آپ کے فون سروس ہیڈکوارٹر سے بول رہا ہوں، اور یہ سم کیا آپ ہی استعمال کرتے ہیں، اور آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے ان کو صحیح صحیح جواب دے دیا، انہوں نے جواب میں کہا کہ آپ کا کمپنی کی طرف سے پانچ لاکھ کا انعام نکلا ہے، اوراس سلسلہ میں اگلی کاروائی کے لئے آپ کے پاس فون آئے گا، برائے مہربانی اٹینڈ کر لینا، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے، شام چار بجے کے لگ بھگ میں نے کمپنی کے نمائندہ کوفون ملا کراس صورتِ حال سے آگاہ کیا، اور وہ فون نمبر بھی بتلایا، جس سے یہ فون آیا تھا، انہوں نے کہا کہ یہ سب جھوٹ فراڈ ہے، اور آپ سے کسی بہانے سے یہ لوگ کچھ پیسے ہڑپنا چاہتے ہیں، آپ بالکل بھی ان کی باتوں میں نہ آئیں، اور ہم نے آپ کی شکایت درج کرلی ہے، اس فون نمبر کے صارف کو ہم تنبیہ کردیں گے۔

بعد میں اپنے چند احباب سے اس واقعہ کا مذاکرہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طرح کے بے شمار واقعات رونما ہورہے ہیں، اور کچھ لوگوں نے اس چیز کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کہ وہ لاکھوں روپے انعام کا جھانسہ دے کر چند ہزار بلکہ چند سو روپے کسی نہ کسی طرح سے سرچارج یا ٹیکس وغیرہ کے عنوان سے وصول کر لیتے ہیں، اور انعام وغیرہ کا کوئی وجود نہیں ہوتا، اور آج کل لوگ عید کی تیاری کے لئے اس طرح کی زیادہ حرکات کررہے ہیں۔

اندازہ لگایئے کہ کس طرح سے لوگوں نے جھوٹ کو ہنراور پیشہ بنالیا ہے، جس کے ذریعہ سے وہ حرام اور ناجائز طریقہ پر پیسے حاصل کررہے ہیں، اوراس سلسلہ میں نہ رمضان المبارک کے احترام کا لحاظ کررہے ہیں، اور نہ ہی روزہ کا کوئی خوف وڈر دل میں رکھتے، بلکہ عیدالفطر کے بابرکت موقع کی تیاری بھی حرام اور ناجائز پیسہ سے کرتے ہیں۔

اوراس سے زیادہ حیران کن ایک اور واقعہ چند دن پہلے پیش آیا۔

میرے ایک رفیق نے جو ادارہ غفران میں خدمات انجام دیتے ہیں، ایک دن مجھے اطلاع کی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کراچی کی اس نام کی کمپنی کی طرف سے ایک عورت کا فون آیا تھا، اور ہی کمپنی اپنی کچھ اشیاء فروخت کرتی ہے، اس عورت نے کہا کہ محمد رضوان صاحب کے نام سے ہماری کمپنی کی طرف سے ایک نئی کار نکلی ہے، جس کا کوپن نمبر یہ ہے، اور ہماری کمپنی کی جو بھی کوئی پروڈکٹ خریدتا ہے، تو اس کا نام اور پتہ

Iqra Ghufran

وغیرہ ہمارا نمائندہ درج کر لیتا ہے، اور ہر تین سال بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ سے انعام نکلتا ہے۔
اور اس سلسلہ میں اگلی کارروائی کے لئے فلاں نام کے صاحب سے رابطہ کرلیں، جو کہ ہماری کمپنی کے سپر وائزر ہیں، اور ان کا فون نمبر یہ ہے، جب ان صاحب سے رابطہ کیا، تو انہوں نے کوپن نمبر اور نام معلوم کر کے تھوڑی دیر بعد جواب دینے کا وعدہ کیا۔
اور کچھ دیر بعد ان صاحب نے کہا کہ واقعتاً آپ کی انعام میں کلٹس گاڑی نکلی ہے، جس کی موجودہ قیمت تقریباً نولاکھ روپیہ ہے، اور اس کا انجن نمبر فلاں ہے، اور رنگ فلاں ہے، اور اس پر ہماری کمپنی کی طرف سے یہ یہ پابندیاں ہیں، اور اس کے کوئی بقایا جات نہیں ہیں، اور اگر کراچی میں تین گواہوں کو ساتھ لے کر آجائیں تو آپ کو دستی گاڑی فراہم کردی جائے گی، ورنہ آپ کو کارگو سے روانہ کردیں گے، اور ہمارا فلاں کارگو کمپنی سے معاہدہ ہے، ان کا یہ نمبر ہے، ان سے آپ رابطہ کرلیں کہ راولپنڈی تک کتنا کرایہ ہوگا، اور کتنے گھنٹوں میں وہ گاڑی آپ تک پہنچا سکیں گے۔
جب اس سلسلہ میں ہماری طرف سے کچھ ذرائع سے تحقیق کی گئی، تو معلوم ہوا کہ یہ سب جھوٹ ہے، اور کرایہ کے نام سے دس پندرہ ہزار روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، اور یہ کئی لوگوں کا ایک گروپ ہے، سب ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، اور اس کمپنی کا کوئی وجود نہیں ہے، اور بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو اسی طرح دھوکہ اور لالچ دے کر پیسے ہڑپ کررہے ہیں۔
ان واقعات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو پتہ چلے کہ آج کل جھوٹ کو بہت سے لوگوں نے کس طرح پیشہ بنا رکھا ہے، اور کتنی چالاکی، مکاری اور ہنرمندی کے ساتھ لوگوں کو دھوکہ دے کر حرام خوری کا سلسلہ چلا ہوا ہے۔
یہ چند واقعات تو وہ ہیں کہ جن کی اوپر سے نیچے تک ساری بنیاد ہی جھوٹ ہے، اور ان کو مکمل جھوٹ کے پیشے سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے۔
جہاں تک دوسرے کاموں میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اور جھوٹ کو ذریعہ بنا کر پیسے کمانے کا تعلق ہے، زندگی کے ہر شعبے میں قدم قدم پر آپ کو اس سے سابقہ پڑے گا، کوئی حد ہے جھوٹ، دھوکہ اور لوٹ مار کے اس عمومی کلچر اور ریت وروایت اور سیلابِ بلا کی۔

اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

Idara Ghufran

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۴۷، آیت۱۱۹تا۱۲۱)

مفتی محمد رضوان

یہود ونصاریٰ کبھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہو سکتے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْــَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ (۱۱۹) وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاءَ ھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (۱۲۰)

ترجمہ: ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کیا جائے گا(۱۱۹) اور آپ سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے، اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آ جانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار(۱۲۰)

تفسیر وتشریح

نبی سے جہنمیوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا

اہلِ کتاب اور مشرکین کے ایمان لانے کے لئے حضور ﷺ ہر وقت فکر مند رہتے تھے، اور جب وہ باوجود سمجھا بجھانے کے ایمان نہیں لاتے تھے، تو حضور ﷺ اس پر غمگین اور رنجیدہ ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی تسلی اور اطمینان کے لئے فرمایا کہ:

’’اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْــَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ‘‘

’’ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور جہنمیوں کے بارے میں آپ سے سوال نہیں کیا جائے گا‘‘

مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو اسلام اور قرآن کی حقانیت کے ساتھ نیک لوگوں کے لئے جنت کی خوشخبری سنانے والا اور بددینوں کو جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور آپ نے یہ کام بحسن وخوبی انجام دے

Idara Ghufran

دیا ہے، لہٰذا آپ کو فکر مند اور رنجیدہ ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اصل کام آپ کے ذمہ صرف اتنا ہی تھا، آگے اب اگر یہ عمل نہیں کرتے، اور آپ کی بات نہیں مانتے اور اس کی وجہ سے جہنم میں جاتے ہیں، تو آپ سے جہنمیوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا، کہ یہ جہنم میں کیوں داخل ہوئے۔

یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہو سکتے

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَاءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ‘‘

’’اور آپ سے یہود اور نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے، اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ یہود و نصاریٰ کے نبی اور ان کے متبعین (یعنی مسلمانوں) سے راضی نہ ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کی طرف سے ان کو تبلیغ و تفہیم میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے، بلکہ اصل وجہ یہود و نصاریٰ کا نبی اور ان کے متبعین سے حسد ہے، اور ان کا یہ حسد اس وقت تک ختم نہیں ہوسکتا، جب تک اسلام کو چھوڑ کر ان کے مذہب کی پیروی نہ کرلی جائے، جبکہ اصل ہدایت دینِ اسلام میں ہے، جو کہ نبی اور ان کے متبعین کو حاصل ہے، اور یہود و نصاریٰ اس ہدایت سے محروم ہیں، کیونکہ وہ درحقیقت اپنی نفسانی خواہشوں کا اتباع کرتے ہیں، جو کہ صریح گمراہی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علمِ وحی کے ذریعہ سے دلائل کے ساتھ واضح کیا جاچکا ہے، ایسی حالت میں یہود و نصاریٰ کے مذہب کی پیروی کرنا دراصل نفسانی خواہشوں کی اتباع کرنا ہے۔

پس اس صورتِ حال میں اگر بالفرض ان کی نفسانی خواہشوں کی اتباع کی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی ولی ہوگا، جو اس کی اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے حفاظت کرے، اور نہ کوئی مددگار رہوگا، جو اس سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب کو روکے۔

یہاں تک کہ اسلام اورقرآن کے آنے کے بعدتوریت وانجیل پرعمل کرنے سے حضرت موسیٰ اورحضرت عیسیٰ علیہما السلام بھی مدد نہیں کرسکتے۔

یہود ونصاریٰ کی تو کیا مجال ہے؟

لہٰذا یہود ونصاریٰ کے راضی کرنے کی فکر چھوڑ دینی چاہیۓ ،اوراللہ تعالیٰ کی رضا والے کاموں میں مشغول رہنا چاہیۓ۔

اگرچہ اس آیت میں بظاہرخطاب تورسول اللہ ﷺ کو ہے،لیکن اس حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جومسلمان اور بالخصوص مسلم حکمران یہود ونصاریٰ کوراضی اورخوش کرنے ،اور ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے بہت سے کام اپنے ملک اورملت کے خلاف کرتے ہیں،توان کواس چیز سے خبردار ہوجانا چاہیۓ کہ یہود ونصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہوسکتے ،سوائے ایک صورت کے،اوروہ یہ ہے کہ ان کے مذہب کی پوری پوری پیروی کرلی جائے ،یعنی نعوذ باللہ تعالیٰ اسلام کوچھوڑ کر یہودی یانصرانی مذہب کواختیار کرلیا جائے۔

اور یہ بات مسلمان ہوتے ہوئے ممکن نہیں ،اورنعوذ باللہ یہودی اورنصرانی بننے کے بعد وہ مسلمان نہیں، بلکہ یہودی یانصرانی ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ملاحظہ ہے کہ یہود اورنصاریٰ دونوں کے مذہب الگ الگ ہیں،مگراللہ تعالیٰ نے دونوں کے مذہبوں کو’’مِلَّتَهُمْ‘‘ کے الفاظ سے ایک ہی مذہب قرار دیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلہ میں دوسرے تمام مذاہب درحقیقت ایک ہی مذہب ہیں۔

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

قبرستان میں یا قبر کے سامنے نماز پڑھنا

(بسلسلہ: نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت)

قبرستان میں یا قبر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ اور خشوع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم لازم آتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (مسلم حديث نمبر ۱۲۱۴، كتاب المساجد، باب النهى عن بناء المساجد على القبور واتخاذ الصور فيها والنهى عن اتخاذ القبور مساجد)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائیں، جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا (ترجمہ ختم)

یہود ونصاریٰ پر لعنت کی وجہ خود مذکورہ حدیث میں موجود ہے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا تھا کہ وہ قبروں کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ جب انبیاء علیہم السلام کی قبورِ مبارک کے ساتھ بھی ایسا سلوک وبرتاؤ منع ہے، تو دوسری قبروں کے ساتھ بھی منع ہوگا، کیونکہ اس میں غیر اللہ کی عبادت یا کم از کم غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ تشبہ لازم آتا ہے۔ [۱]

---

[۱] وقوله اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد سبب لعنهم إما لأنهم كانوا يسجدون لقبور أنبيائهم تعظيما لهم وذلك هو الشرك الجلى وإما لأنهم كانوا يتخذون الصلاة لله تعالى فى مدافن الأنبياء والسجود على مقابرهم والتوجه إلى قبورهم حالة الصلاة نظرا منهم بذلك إلى عبادة الله والمبالغة فى تعظيم الأنبياء وذلك هو الشرك الخفى لتضمنه ما يرجع إلى تعظيم مخلوق فيما لم يؤذن له فنهى النبى أمته عن ذلك إما لمشابهة ذلك الفعل سنة اليهود أو لتضمنه الشرك الخفى كذا قاله بعض الشراح من أئمتنا ويؤيده ما جاء فى رواية يحذر ما صنعوا وقال القاضى كانت اليهود والنصارى يسجدون لقبور أنبيائهم ويجعلونها قبلة ويتوجهون فى الصلاة نحوها فقد اتخذوها أوثانا فلذلك لعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك (مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة)

Idara Ghufran

حضرت ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لاَ تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلاَ تُصَلُّوا إِلَيْهَا (مسلم حدیث نمبر ۲۲۹۴، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیه، واللفظ لهٗ، سنن ابی داوٗد حدیث نمبر ۳۲۳۱، ترمذی حدیث نمبر ۹۷۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قبروں پر نہ بیٹھو (کہ اس میں قبروں کی توہین ہے) اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو (کہ اس میں غیر اللہ کی عبادت کی تشبہ ہے) (ترجمہ ختم)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نهى نبى الله صلى الله عليه وسلم أن يبنى على القبور ، أو يقعد عليها ، أو يصلى عليها (مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۹۸۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت بنانے یا ان پر بیٹھنے، یا ان پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلَّى بَيْنَ الْقُبُورِ (صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۲۳۲۲، ذکر الزجر عن الصلاة فی المقابر بین القبور، واللفظ لهٗ، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث نمبر ۲۷۲۵، مسند البزار حدیث نمبر ۶۴۸۷) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے درمیان نماز پڑھنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلَّى عَلَى الْجَنَائِزِ بَيْنَ الْقُبُورِ (المعجم الاوسط للطبرانی حدیث نمبر ۵۶۳۱) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے درمیان نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا (ترجمہ ختم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج۲ ص۲۶)
وقال شعيب الأرنؤوط: رجاله ثقات (حاشية صحيح ابنِ حبان)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الاوسط وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج۳ ص۳۶، باب الصلاة على الجنازة بين القبور)

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلاَةِ فِى الْمَقْبُرَةِ (صحیح ابنِ حبان حدیث نمبر ۲۳۱۹) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا(ترجمہ ختم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں :

إِنَّ حَبِيبِى -صلى الله عليه وسلم -نَهَانِى أَنْ أُصَلِّىَ فِى الْمَقْبُرَةِ (ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰، کتاب الصلاة، باب فی المواضع التی لا تجوز فیها الصلاة) ۲؎

ترجمہ: میرے حبیب ﷺ نے مجھے قبرستان میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا(ترجمہ ختم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں نماز پڑھنا، یا کسی دوسری ایسی جگہ نماز پڑھنا، جہاں نمازی کے سامنے قبر واقع ہو، ممنوع ومکروہ ہے۔ ۳؎

مسئلہ:...... قبرستان میں نماز پڑھنے کی ممانعت وکراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں یہود اور مشرکین کے ساتھ تشبہ لازم آتا ہے، اس کی احادیث سے بھی تائید ہوتی ہے کہ یہودیوں پر قبروں کو عبادت گاہ بنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی لعنت واقع ہوئی۔ ۴؎

مسئلہ:...... اگر قبرستان میں کسی جگہ کو قبروں سے ممتاز کر کے باقاعدہ مسجد بنالیا جائے یا نماز کے لئے اس طرح مختص کرلیا جائے کہ وہ حصہ قبروں سے الگ اور ممتاز ہوجائے (جیسا کہ آج کل بعض قبرستانوں میں اس طرح کی جنازہ گاہ بنالی جاتی ہے) اور نماز پڑھنے والے کا قبروں کا سامنا نہ ہوتا ہو، تو اس میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہوجاتا ہے، جبکہ نماز پڑھے جانے والی جگہ پاک ہو۔ ۵؎

۱؎ قال شعيب الأرنؤوط :رجاله ثقات إلا أن فيه عنعنة الأعمش وابن جريج(حاشية صحيح ابنِ حبان)

۲؎ وإسناده حسن إن كان أبو صالح الغفارى سمع من على .فقد قال ابنُ يونس :روايته عن على مرسلة وما أظنه سمع من على(حاشية مسند احمد)

۳؎ واعلـم أن العلماء اختلفوا فى جواز الصلاة على المقبرة...... وذهب الثورى وأبو حنيفة والأوزاعى إلى كراهة الصلاة فى المقبرة (عمدة القارى باب هل تنبش قبور مشركى الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد)

۴؎ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ قبرستان میں عموماً نجاست وغلاظت ہوتی ہے اور نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے (ولکن علة التشبه ارجح واقوىٰ)

ومنها الصلاة فى المقبرة لأنه تشبه باليهود(فتاوى قاضيخان،فصل فى النجاسة التى تصيب الثوب الخ)

الكراهة معللة بالتشبه وهو منتف حينئذ (حاشية الطحطاوى على المراقى،فصل فى المكروهات)

۵؎ وإن كان فيها موضع أعد للصلاة فيه ليس فيه قبر ولا نجاسة لا بأس به(فتاوى قاضيخان، كتاب الطهارة، فصل فى النجاسة التى تصيب الثوب أو الكف أو البدن أو الأرض) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسئلہ:......اگر نماز پڑھنے والے اور قبر کے درمیان دیوار، یا کوئی دوسری چیز حائل ہو، جس کی وجہ سے نمازی کا قبر کا سامنا نہ ہو رہا ہو، تو بھی نماز پڑھنا ممنوع ومکروہ نہیں۔ ؎۱

مسئلہ:......اگر بامرِ مجبوری قبرستان میں نماز پڑھنی پڑ جائے، اور کوئی ایسی جگہ میسر نہ ہو کہ جہاں سامنے قبر نہ ہو، اور سامنے کوئی دیوار وغیرہ بھی حائل نہ ہو، تو کوئی سترہ وغیرہ حائل کرلیا جائے، یا قبر سے اتنے فاصلہ اور دوری پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے کہ نماز پڑھنے والے کے سجدے کی جگہ نظر جمانے کی صورت میں قبر تک نظر نہ پہنچتی ہو۔ ؎۲

جس کا اندازہ سجدے کی جگہ سے ساڑھے چار فٹ اور نماز پڑھنے والے کے قدموں سے نو فٹ ہے (جس کی تفصیل ہم نے اپنے مضمون ''نمازی کے سامنے سے گزرنے کے حکم'' میں بیان کردی ہے)

مسئلہ:......جن صورتوں میں قبرستان میں یا قبر کے سامنے نماز پڑھنا ممنوع ومکروہ ہے، ان صورتوں میں نمازِ جنازہ کا پڑھنا بھی ممنوع ومکروہ ہے (کیونکہ بعض احادیث میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی بھی صاف الفاظ میں ممانعت آئی ہے) اور جن صورتوں میں نماز ممنوع ومکروہ نہیں، ان میں نمازِ جنازہ بھی ممنوع ومکروہ نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لا بأس به وكذا في المقبرة إذا كان فيها موضع آخر أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)

أَوْ كَانَ فِي الْمَقْبَرَةِ مَوْضِعٌ أُعِدَّ لِلصَّلَاةِ وَلَا قَبْرَ وَلَا نَجَاسَةَ فَلَا بَأْسَ كَمَا فِي الْخَانِيَّةِ (ردالمحتار، كتاب الصلاة)

وتكره الصلاة في المقبرة إلا أن يكون فيها موضع أعد للصلاة لا نجاسة فيه ولا قذر فيه اه قال الحلبي لأن الكراهة معللة بالتشبه وهو منتف حينئذ (حاشية على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات)

؎۱ هذا كله إذا لم يكن بين المصلي وبين هذه المواضع حائط أو سترة، أما إذا كان لا يكره، ويصير الحائط فاصلاً (المحيط البرهاني ،الفصل الخامس في المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن)

؎۲ وفي القهستاني عن جنائز المضمرات لا تكره الصلاة إلى جهة القبر إلا إذا كان بين يديه بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه اه (حاشية على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات)

وتقدم تمام هذا في بحث الأوقات المكروهة .وفي القهستاني :لا تكره الصلاة في جهة قبر إلا إذا كان بين يديه ؛ بحيث لو صلى صلاة الخاشعين وقع بصره عليه كما في جنائز المضمرات .(رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها)

مقالات و مضامین　　(اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط ۱۲)　　مفتی محمد امجد حسین

گھٹن والی زندگی

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَه مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُه يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا .قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّه وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ　اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۴ تا ۱۲۸)

ترجمہ: اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔ (اللہ) فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہئے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔ اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اسکو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔ کیا یہ بات ان لوگوں کے لئے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں؟ عقل والوں کے لئے اس میں بہت ہی نشانیاں ہیں۔

ان آیاتِ بینات میں خداوند قدوس کی بارگاہِ عزت وجلال سے شاہانہ ھیبت وعظمت سے بھرپور ایک بڑا الٹی میٹم نافرمانوں کے متعلق صادر ہوا ہے، جس سزا کا الٹی میٹم دیا ہے، اس کا کافی کچھ نقشہ خود آیات میں کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے، آیات میں پیش کردہ نقشے کی رو سے اس عذاب یا سزا کی طوالت بھی غیر معمولی ہے، جس کو لفظ ''ابقیٰ'' سے ذکر کیا ہے یعنی دیرپا، سب سے زیادہ عرصے اور زمانے پر محیط، عرصہ کی اتنی طوالت اور درازی کی اللہ کی اس سزا کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں جس کو مثال میں پیش کیا جا سکے (کہ مخلوقات میں سے یا شاہانِ عالم اور وقت کے جبابرہ، فراعنہ، نماردہ میں سے فلاں کی سزا جتنی دیرپا اور طویل سزا ہے وہ اتنی ہوگی، تو ایسا نہیں) اس لئے وہ اپنی طوالت میں اپنی مثال آپ ہے، ''ابقیٰ'' کے لفظ کی عربی گرائمر

میں جوتعریف اورحقیقت ہے، اس نے سزا کی اس بے مثال طوالت کا مفہوم اپنے اندر سمودیا۔ اورطوالت کے ساتھ ساتھ سزا کی شدت بھی سب سے زیادہ اور بے مثل ومثال ہے، جس کولفظ ''اشد'' نے اپنے اندر سمویا ہے۔

آیات وروایات میں عالمِ قبر (برزخی زندگی) عالمِ آخرت اورجہنم کی انواع واقسام کی سزاؤں اورعذابات کا تذکرہ کافی تفصیل سے ذکر ہوا ہے، کیا کوئی سمجھ سکتا ہے، کہ یہ جس جس قسم کے عذابات کی تصویرکشی کی گئی ہے، شدت وہولنا کی میں اللہ کے علاوہ کسی کی سزا، مخلوقات کی باہم دار وگیر اسکے پاسنگ تک بھی پہنچ سکتی ہے، ظاہر ہے کہ نہیں۔

دورانیئے کے اعتبار سے یہ خداوندی سزااور پکڑ دوحصوں میں منقسم ہے، قیامت سے پہلے (جس میں دنیا کی زندگی اورقبر کی زندگی شامل ہے) اورقیامت کے بعد (جس میں جہنم میں داخل ہونے کے بعد کا عرصہ شامل ہے)

معیشۃً ضنکا

''وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَه مَعِيْشَةً ضَنْكًا'' آیتِ مبارکہ کا یہ حصہ جرم کی تعیین کر کے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس کے احکام سے منہ موڑنا ہے) سزا کا پہلا مرحلہ بیان کرتا ہے، یعنی گھٹن والی زندگی جو دنیا کی ناسوتی زندگی یا قبر کی برزخی زندگی میں بطور سزا کے دامن گیر ہوتی ہے، کیونکہ سزا کے یہ دونوں مرحلے اخروی سزا سے الگ ہیں، اس لئے اخروی سزا کے مقابلے میں ان کو ایک قسم شمار کیا جاسکتا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ ناسوتی (یعنی دنیوی) زندگی میں جسم اصل ہے، روح تابع ہے، اچھے برے حالات سے عموماً اول وہلے میں جسم کوسابقہ پڑتا ہے، پھراس کے واسطے سے روح متاثر ہوتی ہے، جبکہ برزخی زندگی میں روح اصل ہوگی، جسم تابع (خواہ مثالی ہو یا عنصری)

اسی وجہ سے مفسرینِ کرام میں سے ایک بڑے طبقہ نے ''معیشۃً ضنکا'' سے دنیوی سزااور پکڑ مراد لی ہے۔ [۱] اور بہت سے مفسرین نے الفاظ کی وسعت پرنظر رکھتے ہوئے برزخی عذاب، عذابِ قبر بھی اسی لفظ ''معیشۃً ضنکا'' سے مرادلیا ہے، بلکہ اس آیت کوعذابِ قبر کے ثبوت میں دلیل بنایا ہے۔ [۲]

---

[۱] جیسے امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے، قال به جمع من المفسرين، تفسير كبير للرازی۔

[۲] فسره غير واحد من السلف بعذاب القبر وجعلوا هذه الاية احدا لادلة الدالة علىٰ عذاب القبر (ابنِ قيم، بحواله تفسير ماجدی، تحت الآية) وايضا مروی عن ابنِ عباس ضغطة القبر كمافی البحر.

مطلب کی بات

اس تمہیدِ طولانی کے بعد ہم مطلب کی بات کی طرف آتے ہیں، جو ہم سب مسلمانوں، بلکہ سب انسانوں کے مطلب کی بات ہے، یعنی کام کی بات۔ ؎

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہیں کی محفل سنوار رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

وہ مطلب کی بات یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں اس خدائی الٹی میٹم اور دھمکی کا مصداق وانطباق کیا ہے، تاکہ ہم زندہ انسان چوکنے ہوجائیں اور بے خبری میں نہ مارے جائیں، بلکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں مارے بھی جارہے ہوں، اور ہمیں پتہ بھی نہ ہو کہ مار کہاں سے پڑ رہی ہے، اور کس شکل میں پڑ رہی ہے؟ اور کیوں پڑ رہی ہے، اور کیسے بچیں؟

پس میں خود بھی اور باقی کئی ارب انسان چونکہ زندہ ہیں، باحیات ہیں، عالمِ ارواح سے براستہ شکمِ مادر ایک عرصہ ہوا کہ اس عالمِ ناسوت میں آچکے ہیں، اور یہاں کا مرحلہ سَر کر کے ہم سب نے باری باری آگے جانا ہے، اور جارہے ہیں۔ ؎

آباد ہے کس قدر الٰہی! عدم کی شاہراہ ہردم مسافروں کا ہے تانتا بندھا ہوا

عالمِ برزخ کی طرف منتقل ہورہے ہیں، وہاں بھی ہم نے کافی ٹھہرنا ہے، پھر عالمِ آخرت کی طرف منتقل ہونگے، کون مسلمان ہے جو ان حقائق کو جو ہمارے ایمان کا حصہ ہیں، نہ مانتا ہو، اور کون کافر ہے جو ان حقائق سے انکار کرنے کے باوجود ان مراحل سے گزرنے سے چھوٹ سکتا ہو، بہرحال بات یہ ہے کہ ''معیشۃ ضنکا''یعنی نافرمانوں کو دنیا کی زندگی میں بطورِ سزا جو گھٹن والی زندگی، المیوں اور ناتمام حسرتوں والی زندگی میں مبتلا کیا جاتا ہے، اس کی کیا کیا قابلِ ذکر صورتیں ہیں، ان کو سمجھنا ہمارے مطلب کی بات ہے۔

اور پھر قرآن کا یہ الٹی میٹم چودہ سو سال سے عالمِ دنیا میں اللہ کے شاہی فرمان کے طور پر موجود ہے، تو کیا چودہ سو سال میں جتنی انسانی نسلیں دنیا سے ہوگزری ہیں، عالمِ برزخ میں پہنچ چکی ہیں، یہ الٹی میٹم ان میں سے نافرمانوں پر نافذ نہیں ہوا ہوگا؟ ضرور نافذ ہوا ہے، تاریخ گواہ ہے۔

﴿بقیہ صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱۲)

(۳۳)......علامہ یوسف قرضاوی کا حوالہ

علامہ یوسف قرضاوی صاحب فرماتے ہیں:

ثُـمَّ صَلاةُ الْمَغْرِبِ وَهِيَ مَعْرُوفَةٌ وَيُضَافُ إِلَيْهَا سَاعَةٌ وَنِصْفُ السَّاعَةِ لِتَحْدِيْدِ صَلاةِ الْعِشَاءِ أَوْ عِنْدَمَا تَكُوْنُ الشَّمْسُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ دَرَجَةً تَحْتَ الْاُفُقِ .أَلَمْ تُوْضَعْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتُ جَمِيْعُهَا فِيْ مُعَادَلاتٍ فَلْكِيَّةٍ رِيَاضِيَّةٍ وَلَا سِيَّمَا طُلُوْعَ الْفَجْرِ الصَّادِقِ عِنْدَمَا تَكُوْنُ الشَّمْسُ قَبْلَ الشُّرُوْقِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ دَرَجَةً تَحْتَ الْأُفُقِ(مقالات حول الحساب الفلكی ،الحساب اولا لاالمراصد والاقمار)

ترجمہ: پھر مغرب کی نماز (کا وقت)اور وہ معروف ومشہور ہے، جوکہ عشاء کی نماز کی ابتدائی تحدید کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ ہے، یااس وقت ہے جبکہ غروب کے بعدسورج اٹھارہ درجہ زیرِ افق ہو، کیافلکی ریاضی قوانین میں ان تمام اوقات کی تعیین نہیں کردی گئی ،خاص طور پرصبح صادق کے طلوع کی کہ وہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج طلوع ہونے سے پہلے افق سے ۱۸درجے نیچے ہوتا ہے(ترجمہ ختم)

(۳۴)......ڈاکٹرحسین کمال الدین کا حوالہ

ڈاکٹرحسین کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:

عَلِمْنَا اَنَّ بِدَايَةَ وَقْتِ الْفَجْرِ ، وَهُوَ صَلاةُ الصُّبْحِ ، يَبْدَأُ عِنْدَ مَاتَكُوْنُ الشَّمْسُ تَحْتَ الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ بِمِقْدَارِ ۱۸، وَاَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ عِنْدَ مَاتَصِيْرُ الشَّمْسُ تَحْتَ الْاُفُقِ الْغَرْبِيِّ بِمِقْدَارِ ۱۸ كَذَالِكَ(مجلة البحوث الاسلامیہ ،المجلد الاول ، العدد الثالث ،دخنة اسکوائر ،ریاض، سعودی عربیہ ، المطابق الاھلية للاوفست ،شارع عمر بن خطاب ،ریاض ۱۳۹۸ ، صفحة ۳۲۲)

ترجمہ: ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ فجر کے وقت کی ابتداء جس سے مراد صبح کی نماز کا وقت

ہے، اُس وقت ہوتی ہے جبکہ سورج مشرقی اُفق میں اٹھارہ درجات کی مقدار نیچے ہوتا ہے، اور اسی طرح عشاء کے وقت کی ابتداء بھی اُس وقت ہوتی ہے، جبکہ سورج مغربی اُفق میں اٹھارہ درجات کی مقدار نیچے ہوتا ہے (ترجمہ مکمل)

(۳۵)......مجموعُ الفتاویٰ الشرعیۃ کا حوالہ

مجموعُ الفتاویٰ الشرعیۃ میں لجنۃ کا ایک فتویٰ درجِ ذیل ہے:

طُلُوْعُ الْفَجْرِ الصَّادِقِ يَتَحَقَّقُ عِنْدَ مَا يَصِلُ قُرْصُ الشَّمْسِ تَحْتَ الْاُفُقِ الشَّرْقِيّ بِقَدْرِ ۱۸ دَرَجَةً وَهُوَ الْمُعَبَّرُ عَنْهُ بِالشَّفَقِ الْفَلْكِيّ وَهُوَ الْمُسْتَعْمَلُ فِيْ دُخُوْلِ وَقْتِ الْفَجْرِ فِيْ دَوْلَةِ الْكُوَيْتِ، اَمَّا الشَّفَقَانِ الْآخَرَانِ: اَلْمَلَاحِيُّ بِدَرَجَةِ ۱۲ فَهُوَ يَأْتِيْ فِي الْاِسْفَارِ، وَالْمَدَنِيُّ بِدَرَجَةِ ٦ يَأْتِيْ فِي الْاِصْبَاحِ الْمَدَنِيّ، وَلَا اَثَرَ لَهُمَا فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، وَاِذَا عَلِمْنَا بِاَنَّ بَعْضَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ يَرَوْنَ اَنَّ دَرَجَةَ الشَّفَقِ نَحْوَ ۱۹ فَالْاَحْوَطُ اَنْ لَّايُؤَخَّرَ وَقْتُ الْفَجْرِ اِلٰى اَدْنٰى مِنْ ۱۸ دَرَجَةً، وَاَهَمِيَّةُ ذَالِكَ تَمْكُنُ بِتَعَلُّقِهٖ بِمَوْعِدِ الْاِمْسَاكِ فِي الصَّوْمِ ،وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (مجموعة لفتاوىٰ الشرعية،الصادرة عن قطاع الافتاء والبحوث الشرعية،اوقات صلاة الفجر، ۱/۱۱۹/۸۰"۵۹")

ترجمہ: فجرِ صادق کا طلوع اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج کی ٹکیہ مشرقی افق کے ۱۸ درجے نیچے پہنچ جاتی ہے، اور اس کو شفقِ فلکی سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور ملکِ کویت میں فجر کا وقت داخل ہونے کے لیے اسی شفقِ فلکی کا استعمال کیا جاتا ہے (جو کہ ۱۸ درجے زیرِ افق ہوتی ہے) جہاں تک دوسری دو شفقوں کا تعلق ہے، ایک شفقِ ملاحی جو ۱۲ درجے پر ہوتی ہے، تو یہ اسفار میں آتی ہے، اور دوسری شفقِ مدنی جو ۶ درجے پر ہوتی ہے، یہ صبحِ مدنی میں آتی ہے، اور ان دونوں کا صبح کی نماز کے متعلق احکام کے ساتھ کوئی اثر نہیں ہے، اور جب ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ بعض علمائے مسلمین کا خیال یہ ہے کہ شفقِ فلکی ۱۹ درجے زیرِ افق ہوتی ہے، تو زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ فجر کے وقت کو ۱۸ درجے سے کم تک مؤخر نہ کیا جائے، اور اس کی اہمیت روزے میں کھانے پینے سے رکنے کے حکم کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہے (ترجمہ مکمل)

لجنۃ کے اس فتوے سے معلوم ہوا کہ صبحِ صادق اٹھارہ درجہ زیرِ اُفق پر ہوتی ہے۔ (جاری ہے......)

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

سہارنپور کا سفر (قسط۲)

رات نو بجے کے قریب انڈیا کے اٹاری اسٹیشن سے دہلی کے لئے ہماری ٹرین روانہ ہوئی، ٹرین کے چلتے ہی ٹرین کے تمام دروازوں میں تالے ڈال کر مقفل کر دیا گیا، پولیس کی بھاری نفری ٹرین کے ساتھ موجود تھی، تقریباً ہر ڈبہ میں دو پولیس والے موجود تھے، جو مسافروں اوران کے سامان کی نگرانی کر رہے تھے۔

آج کل یہ ٹرین اٹاری بارڈر سے روانہ ہوکر پرانی دہلی اسٹیشن پر ہی جا کر رکتی ہے، راستہ میں کسی اسٹیشن پر نہیں رکتی، البتہ کہیں کراسنگ وغیرہ واقع ہورہی ہو تو اس ضرورت کے لئے کسی جگہ ٹرین کو رکنا پڑتا ہے۔

اس ٹرین کی رفتار ہمارے ملک کی ایکسپریس ٹرینوں سے غیر معمولی تیز تھی، اس کے باوجود ٹرین اوراس کی پٹڑی کی حالت کے درست اور معیاری ہونے کے باعث جھٹکے نہیں لگ رہے تھے اور مسافر میٹھی نیند سے لطف اندوز ہورہے تھے۔

امرتسر، لدھیانہ، جالندھر، سرہند شریف اور انبالہ سے ہوتی ہوئی یہ ٹرین صبح سویرے تقریباً چار بجے پرانی دہلی اسٹیشن پر پہنچی۔

اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ انڈیا کا ریلوے انتظام ہمارے ملک کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے، اس وجہ سے راستہ میں رات کے وقت جتنے قریبی اسٹیشنوں پر بھی نظر پڑی، وہ تمام اسٹیشن آباد تھے، مسافروں کی بڑی تعداد اپنی ٹرینوں کی آمد کی منتظر تھی، ٹرینوں کی آمد اور روانگی کے اوقات کے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے پوری تفصیل بتلا کر اعلانات ہورہے تھے، انڈیا میں ملک کے مختلف اور طویل ترین اطراف کے لئے ٹرینوں کی بڑی تعداد موجود ہے، اسٹیشنوں پر ایسے سامان کی بڑی مقدار بھی موجود تھی، جو ٹرینوں کے ذریعہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچتا تھا۔

انڈیا کے صوبہ پنجاب میں سکھوں کی اکثریت ہے، اور سکھوں کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ عموماً اپنے مذہبی معاملات کے بہت پختہ ہوتے ہیں، پنجاب کے علاقہ میں جگہ جگہ سکھوں کے گوردوارے نظر آئے، جن میں سے بہت سے گوردواروں میں رات کے اوقات میں بھی ان کے مذہبی پروگرام جاری تھے، اور کھانے پینے کے مفت دسترخوان چل رہے تھے، وہاں کے لوگوں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں

سکھوں کی بڑی تعداد موجود ہے، ان میں باہم اتحاد و اتفاق بھی غیر معمولی پایا جاتا ہے، اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ بھی ان میں بہت زیادہ ہے، اسی کے ساتھ ان کے گردواروں میں عالیشان کھانوں کا فری لنگر چلتا ہے، جس میں ہر ایک کو آ کر کھانے پینے کی اجازت ہے، بلکہ بہت سے مقامات پر تو اصلی گھی میں کھانے پکا کر لوگوں کو مفت کھانا فراہم کیا جاتا ہے، محنت اور جفاکشی کے میدان میں بھی سکھوں کا جذبہ بہت زیادہ ہے، اس وجہ سے پنجاب کا علاقہ ہندوستان کی معیشت میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

سکھوں کی طرف سے پنجاب کو خالصتان بنانے کی تحریک بھنڈر والا کے فوت ہونے پر ٹھنڈی پڑ گئی تھی، اور اب ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان بھائی چارے کی فضا قائم ہے۔

بہرحال پرانی دہلی اسٹیشن پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ دریائے جمنا میں بارش اور سیلابی ریلے کی وجہ سے پرانی دہلی اسٹیشن سے براستہ شاملی، سہارنپور کے لئے جانے والی ٹرینوں کی روانگی بند ہے، کیونکہ اس راستہ سے سہارنپور جانے والی ٹرین دریائے جمنا کے لوہے والے پل سے گزرتی ہے، اور دریائے جمنا میں پانی کے زیادہ بہاؤ کی وجہ سے حفاظتی نقطۂ نظر سے ٹرینوں کی آمدورفت بند کردی گئی ہے، اور میرٹھ وغیرہ کے راستہ سے جانے والی ٹرین میں ابھی کئی گھنٹے باقی ہیں، مگر تھوڑی دیر بعد اسٹیشن انتظامیہ کی طرف سے اعلان ہوا کہ براستہ شاملی سہارنپور کے لئے جانے والی ٹرین اب پرانی دہلی اسٹیشن کے بجائے شہادرہ اسٹیشن سے ساڑھے پانچ بجے روانہ ہوگی۔

ہم لوگ آٹو رکشہ کے ذریعہ سے شہادرہ اسٹیشن پر پہنچے، کیونکہ دریائے جمنا کے اوپر سے عام ٹریفک گزرنے والے کی مضبوطی کے باعث اس کے اوپر سے ٹریفک کی آمدورفت میں کوئی مشکل نہیں تھی، جوں ہی ہم لوگ شہادرہ اسٹیشن پہنچے اور سہارنپور کا ٹکٹ حاصل کیا، اور متعلقہ پلیٹ فارم پر پہنچے تو ٹرین روانگی کے لئے بالکل تیار کھڑی تھی۔

پرانی دہلی اسٹیشن پر ہمارے کچھ اعزہ بھی ملاقات کے لئے پہنچ گئے تھے، جن میں سے کچھ تو ہمیں شہادرہ ٹرین میں بٹھا کر اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے، اور کچھ نے ہمارے ساتھ سہارنپور تک سفر کیا۔

یہ ٹرین باغپت، بڑوت، شاملی، تھانہ بھون، جلال آباد اور نانوتہ جیسے قصبات سے ہوتی ہوئی سہارنپور دوپہر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پہنچی، سہارنپور اسٹیشن پر ہمارے رشتہ داروں کی بڑی تعداد موجود تھی، جس ٹرین سے ہم نے سفر کیا، یہ دراصل وہاں کی پسنجر ٹرین کہلاتی ہے، اور اس طرح کی کئی ٹرینیں اس راستہ سے دن

رات دہلی وسہارنپور کے لئے چلتی ہیں، اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد ان ٹرینوں کے ذریعہ سے سفر کرتی ہے، ہر اسٹیشن پر مسافروں کی بڑی تعداد اترتی اور چڑھتی ہے۔

مسافروں کی کثرت کی وجہ سے ٹرین کے دروازوں سے باہر تک لوگ لٹکے ہوئے سفر کرتے ہیں۔

سہارنپور شہر جس کی ضلعی حدود میں تاریخی قصبہ دیوبند واقع ہے، اس علاقہ کا ترقی یافتہ شہر ہے، جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد آباد ہے، اور مظاہر العلوم جیسی مادرِ علمی بھی اسی شہر میں واقع ہے، جہاں بڑے بڑے صاحبِ علم رجال گزرے ہیں۔

جن دنوں ہم انڈیا پہنچے، ان دنوں میں ایک تو دہلی اور سہارنپور کے علاقوں میں غیر معمولی سیلاب کے خطرات تھے، اور ذرائع ابلاغ پر دریاؤں میں غیر معمولی پانی کے بہاؤ کا چرچا تھا، دریائے جمنا جو کہ اس وقت دہلی کی آبادی کے تقریباً درمیان میں آ گیا ہے، اس کی وجہ سے دہلی کو غیر معمولی خطرہ لاحق تھا۔

لیکن کیونکہ ایک تو انڈیا نے جگہ جگہ بے شمار ڈیم تعمیر کر لئے ہیں اور دوسرے آبادی کے قریب دریاؤں پر مضبوط اونچے اونچے بند بھی بنادیئے ہیں، اور اسی کے ساتھ دیگر حفاظتی انتظامات بھی سلیقہ کے ساتھ کئے گئے تھے، جس کی وجہ سے انڈیا کے مختلف علاقوں میں تاریخی سیلاب کے باوجود جانی ومالی نقصان بہت کم رہا، اور دہلی جیسے شہر کی آبادی بھی دریائے جمنا کی طغیانی سے کافی حد تک محفوظ رہی۔

افسوس ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں کو کالا باغ جیسا ایک ڈیم بنانے کی توفیق نہ ہوسکی، ورنہ شاید موجودہ سیلاب کی تباہی سے دوچار نہ ہونا پڑتا، اور انڈیا میں دھڑا دھڑ ڈیموں کی تعمیر جاری ہے۔

انہی دنوں عدالت کی طرف سے ہندوستان کی تاریخ کا ایک اہم ترین فیصلہ متوقع تھا، یعنی بابری مسجد سے متعلق ہائی کورٹ کی طرف سے فیصلہ ہونے والا تھا، جس کی وجہ سے تقریباً پورے ہندوستان میں دہشت کی فضا قائم تھی، کیونکہ اس فیصلے کے نتیجہ میں ہندو مسلم فسادات کے شدید خطرات تھے۔

مگر انتظامات کی بہتر کارکردگی کے نتیجہ میں ایسی صورتِ حال پیدا نہ ہوسکی۔ کیونکہ سپریم کورٹ کی طرف سے فیصلے کی تاریخ کو چند دن کے لئے مؤخر کردیا گیا تھا، اور اس دوران سیکورٹی انتظامات پوری طرح کر لئے گئے تھے، مسلمان اور ہندو مذہبی مقتداؤں کی طرف سے بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے امن وامان قائم رکھنے کی عوام کو اپیلیں کی جاتی رہیں۔

اور ہائی کورٹ کا فیصلہ منظرِ عام پر آنے سے پہلے عمومی تأثر مسلمانوں کا یہی تھا کہ بابری مسجد کا فیصلہ

مسلمانوں کے حق میں آئے گا، مگر فیصلہ آنے کے بعد مسلمانوں کی ان امیدوں پر پانی پھر گیا۔

متنازعہ جگہ کے بارے میں جو ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا، اس کا خلاصہ یہ تھا کہ متنازع جگہ کی اصل حیثیت رام جنم بھومی کی ہے، کیونکہ یہاں رام جی کی پیدائش ہوئی تھی، اور یہاں سے رام جی کی مورتی کو نہیں اٹھایا جائے گا، البتہ اس سے ملحقہ وسیع ترین رقبہ کا ایک تہائی حصہ مسلمانوں کو دیا جائے گا، جس میں وہ اپنی حسبِ منشاء مسجد وغیرہ تعمیر کرسکیں گے۔

قطع نظر اس سے کہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ کس حد تک عدل وانصاف کے اصولوں پر مبنی تھا، اس میں شک نہیں کہ ہندوستان جیسے بڑے ملک میں اس ہمہ گیر اور وسیع فیصلے کے نتیجہ میں توڑ پھوڑ اور فسادات کا کوئی قابلِ ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ اور اس کے برعکس اگر اس طرح کا کوئی ہمہ گیر فیصلہ پاکستان میں ہوتا، تو نامعلوم کتنے فسادات ہوتے۔

ہندو مسلم فسادات نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ظاہر کی جارہی تھی کہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ ہندوؤں کے حق میں اور مسلمانوں کے آیا خلاف تھا، اور اکثر وبیشتر فسادات کی ابتداء انتہاء پسند ہندوؤں کی طرف سے ہی ہوتی ہے، اور ہائی کورٹ کے اس فیصلے سے کیونکہ ہندوؤں کے جذبات مجروح نہیں ہوئے تھے، مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے تھے، اور مسلمان ہندوستان میں معاشی وسیاسی اعتبار سے کمزور ہیں، اس لئے انہوں نے صبر کرنے میں ہی میں عافیت سمجھی۔

اس قسم کے واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان کی سیاسی گرفت عوام پر کافی مضبوط ہے، اور وہاں کے قوانین خواہ کیسے بھی ہوں، مگر عوام پر ان کا نفاذ مؤثر ہے، اور رشوت عام ہونے کے باوجود قانون شکنی ہمارے ملک کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ (جاری ہے............)

مقالات ومضامین مفتی منظور احمد

سودی لین دین سے پرہیز کیجئے (قسط۲)

سود کو جہاں قرآن کریم کی متعدد آیات نے حرام قرار دیا ہے وہاں کثیر احادیث ایسی ہیں کہ جن میں سود کی حرمت ،اس کی وجہ سے مال میں بے برکتی اور دنیا وآخرت میں وبال کا تذکرہ کیا گیا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سات ایسی چیزوں سے بچو جو ہلاک کرنے والی ہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ایسی جان کو ناحق مارنا کہ جسکا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگانا (بخاری، رقم الحدیث ۶۴۶۵، باب رمی المحصنات، ج۶ ص ۲۵۱۵)

(۲)......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، اور سود لینے والے، سود کا معاہدہ لکھنے والے اور سود کی شہادت دینے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا یہ سب لوگ گناہ میں برابر ہیں (مسلم، رقم الحدیث ۱۵۹۸، باب لعن آکل الربا وموکلہ)

(۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ انکو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ انکو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے (ایک) شراب کا عادی، (دوسرا) سود کھانے والا، (تیسرا) یتیم کا مال اڑانے والا (چوتھا) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا

(الترغیب والترہیب، رقم الحدیث ۳۷۸۰، ج۳ ص ۲۲۴)

(۴)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سود کی ستر قسمیں ہیں، ان میں سے ادنیٰ قسم ایسی ہے، جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے

(الترغیب والترہیب، رقم الحدیث ۲۸۰ ۴، ج۳ ص ۳۲۶)

Idara Ghufran

(۵)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

سود کے مفاسد ستر سے کچھ زیادہ ہیں اور شرک اس کے برابر ہے (مجمع الزوائد ج۴ص۱۱۷، باب ماجاء فی الربا)

(۶)......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کوئی درہم سود حاصل کرے، تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی شدید جرم ہے (حوالہ بالا)

(۷)......حضرت عبداللہ جو کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ صاحبزادے ہیں نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سود کا ایک درہم جو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے (حوالہ بالا)

(۸)......حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

معراج کی رات جب ساتویں آسمان پر پہنچ کر میں نے اوپر نظر اٹھائی تو ایک کڑک اور گرج دیکھی، پھر فرمایا میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ جن کے پیٹ مکانوں کی طرح بڑے تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے، جو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خور ہیں (حوالہ بالا)

(۹)......حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں نے آج رات خواب میں دیکھا دو آدمی میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک مقدس سرزمین کی طرف لے چلے، یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے، اس کے درمیان میں ایک شخص کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک شخص ہے کہ جس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں، نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے جس وقت وہ نکلنا چاہتا ہے کنارے والا شخص اس کے منہ پر اس زور سے پتھر مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی جگہ جا پہنچتا ہے، پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے تو اسی طرح اس کے منہ پر پتھر مار مار کر اسکو اپنی جگہ لوٹا دیتا ہے، میں نے پوچھا وہ کون شخص تھا جسکو نہر میں دیکھا؟ (فرشتے) نے فرمایا سود خور (الترغیب والترھیب، رقم الحدیث ۲۶۹۹، ج۴ص۸۰)

(۱۰)......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں سود پھیل جاتا ہے وہ یقیناً قحط سالی میں مبتلاء ہو جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت پھیل جائے وہ مرعوبیت میں گرفتار ہو جاتی ہے(حوالہ بالا، حدیث نمبر ۲۷۱۸)

(۱۱)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے سود کے ذریعے زیادہ مال کمایا، انجام کار اس میں کمی ہوگی (حوالہ بالا، حدیث نمبر ۲۷۲۴)

چنانچہ ایک محدث امام عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے سنا ہے کہ سودی کام پر چالیس دن نہیں گذرنے پاتے کہ اس پر کوئی محاق (حادثہ) پیش آجاتا ہے جو اسے نقصان دیتا ہے۔

(۱۲)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کوئی شخص سود خوری سے نہیں بچے گا، اگر کوئی بچ بھی گیا تو اس کا غبار اسے ضرور پہنچ کر رہے گا (الترغیب والترہیب، رقم الحدیث ۲۷۲۵)

مذکورہ بالا احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی گئیں ہیں ورنہ اس موضوع پر اتنی روایات ہیں کہ ان کے ذکر سے ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ان احادیث سے جہاں یہ ثابت ہو رہا ہے کہ سود اتنا بڑا گناہ ہے کہ دنیا و آخرت میں انسان پر اللہ کے عذاب کے نزول کا باعث اور اس کی تباہی و بربادی کا سبب ہے، وہاں بطورِ خاص یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ سود کا مال خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو، ایک تو اس میں بے برکتی ہوتی ہے، دوسرے اس کی نحوست ایسی ہے کہ انجام کار نہ صرف یہ کہ وہ خود گھٹ کر ختم ہو جاتا ہے، بلکہ دوسرے مال کی تباہی کا باعث بھی ہوتا ہے، اور یہ نحوست سود خوروں کی نسلوں تک پھیلتی چلی جاتی ہے، اس کے علاوہ سود متعدد نقصانات، ناہمواریوں اور زیادتی کا باعث ہے، جس کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے (جاری ہے......)

Idara Ghufran

بسلسلہ : تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ذیقعدہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۱ھ:** میں حضرت ابوعمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید بن حباب اموی قرطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۱۴۸)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۲ھ:** میں حضرت ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن محمد بن عیسیٰ بن فطیس بن اصبغ قرطبی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۲۱۲،تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۶۱)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۳ھ:** میں حضرت قاضی ابوبکر محمد بن طیب بن محمد بن جعفر بن قاسم بصری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۱۹۳ تاریخِ بغداد ج۵ ص ۳۸۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۴ھ:** میں حضرت قاضی ابوالحسن علی بن سعید اصطخری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۴۳۱،سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۲۰۱،تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۳۶،طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۷ھ:** میں حضرت ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ بن صباح بن مخلد بن منیر فارسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج ۸ ص ۳۹۷)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۰۸ھ:** میں حضرت ابوالحسن احمد بن عبدالعزیز بن احمد بن حامد بن محمود بن ثرثال بن غیاث بن مشرف تیملی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۴ ص ۲۵۷،سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۲۲۰)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۱۱ھ:** میں حضرت ابونصر احمد بن محمد بن احمد بن حسنون نرسی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۳۳۷،تاریخِ بغداد ج ۴ ص ۱۷۳)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۱۲ھ:** میں حضرت ابوالفتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن ابی الفوارس بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۲۲۴ ،طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۳،تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص ۱۰۵۳،تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۳۵۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۱۳ھ:** میں حضرت ابونصر احمد بن عمر بن احمد بن ابراہیم زجاج رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۳۴۲)

□......**ماہِ ذیقعدہ ۴۱۴ھ:** میں حضرت قاضی ابوعمر قاسم بن جعفر بن عبدالواحد بن عباس بن

عبدالواحد بن امیر جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی عباسی بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ج۱۷ ص ۲۲۶ ،تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۴۵۱)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۱۶ھ**: میں حضرت ابوطاہر حسین بن علی بن حسن بن محمد بن سلمہ کعبی ہمذانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۴۳۵)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۲۱ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن ابراہیم بن حسان بن علی بن محمد صیر فی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۳ص ۲۳۲)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۲۲ھ**: میں حضرت ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بن عبدالمجیب کتانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۴۸۰،تاریخِ بغداد ج ۹ص ۳۵۲)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۲۳ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن حسن بن محمد بن نعیم بصری نعیمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۳۱،طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۸۶،تذکرة الحفاظ ج۳ص ۱۱۱۳)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۲۵ھ**: میں حضرت ابوالحسن علی بن عبدالعزیز بن ابراہیم بن بیان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۳۱)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۱ھ**: میں حضرت ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن عزیز بن محمد بن دوست نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۵۱۰)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۲ھ**: میں حضرت ابوالمظفر محمد بن حسن بن احمد بن محمد بن اسحاق مروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۲ص ۲۲۰)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۳ھ**: میں حضرت ابوالحسن نصر اللہ بن احمد بن قاسم بن سیما رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۳۰۲)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۴ھ**: میں حضرت ابوذر عبد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن غفیر بن محمد انصاری ہروی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۵۵۷،تذکرة الحفاظ ج۳ص ۱۱۰۴،تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۱۴۱)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۶ھ**: میں حضرت ابوالحسن عبدالوہاب بن منصور بن احمد اہوازی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۳)

☐......**ماہِ ذیقعدہ ۴۳۸ھ**: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ طائی سنبسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۲۱۸)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۳۹ ھ: میں حضرت ابوالفرج حسین بن علی بن عبیداللہ بن احمد بن ثابت بن جعفر بن عبدالکریم طناجیری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۷ ص ۶۱۹ ،تاریخِ بغداد ج ۸ص ۱۹)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۰ ھ: میں حضرت ابوالحسین علی بن عبدالوہاب بن احمد بن محمد سکری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۲ ص ۴۴)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۳ ھ: میں حضرت ابوالحسین احمد بن علی بن احمد بن اسماعیل بن جعفر مؤدب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج۴ص ۳۲۴)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۴ ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن مکی بن عبداللہ بن ابراہیم سواق مصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۱۴۳)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۶ ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن سعید شامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(تاریخِ بغداد ج ۴ص ۱۷۳)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۷ ھ: میں حضرت ابوبکر تمام بن محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن مطلب بن ابراہیم بن عبدالعزیز بن عبداللہ ہاشمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ بغداد ج ۷ص ۱۴۱)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۷ ھ: میں حضرت ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن حبیب قادسی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۱۲ ،تاریخِ بغداد ج ۸ص ۱۶)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۸ ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن سلک فالی خوزستانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج ۱۸ ص ۵۵ ،تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۳۳۴)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۸ ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالعزیز بن محمد بن نصر بن فضل بن ادریس ستوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۴۶۷)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۸ ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رزقویہ رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج ۱۰ ص ۱۴۵)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۴۹ ھ: میں حضرت ابوالفتح احمد بن علی بن محمد بن بن یعقوب ایادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ بغداد ج۴ ص ۳۲۵)

☐......ماہِ ذیقعدہ ۴۵۰ ھ: میں حضرت ابوالقاسم عمر بن حسن بن ابراہیم بن محمد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا
(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۲۷۶)

بسلسلہ: آدابُ المعاشرت

مفتی محمد رضوان

جانوروں کے حقوق وآداب (گیارہویں وآخری قسط)

جانور کے بچوں کووالدین سے جدا کرنے کی ممانعت

شریعت کی تعلیمات کیونکہ انتہائی رحم دلی پرمبنی ہیں،اس لئے احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کے بچوں کواُن کے ماں باپ سے جدا کر کے ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

چنانچہ حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهُنَّ أُولَاءِ مَعِي. قَالَ ضَعْهُنَّ عَنْكَ. فَوَضَعْتُهُنَّ وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُومَهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- لِأَصْحَابِهِ أَتَعْجَبُونَ لِرُحْمِ أُمِّ الْأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا. قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-. قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الْأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا ارْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ. فَرَجَعَ بِهِنَّ (سنن أبی داود،حدیث نمبر ۳۰۹۱،کتاب الجنائز، باب الأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ،واللفظ لهٗ،معرفة الصحابة لابی نعیم حدیث نمبر ۵۱۸۸)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ایک شخص آیا، جس نے چادر اوڑھ رکھی تھی، اوراس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی، جس کواس نے لپیٹ رکھا تھا، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے جب آپ کو دیکھا تو میں آپ کی طرف آ گیا، میں درختوں کے ایک جھنڈ سے گزر رہا تھا، میں نے وہاں پرندے کے بچوں کی آواز سنی، تو میں نے ان بچوں کو

پکڑ لیا، اوران کو اپنی چادر میں رکھ لیا، پھران کی ماں آئی، اورمیرے سر پر چکر کاٹنے لگی، میں نے اس کے سامنے ان بچوں کو کھول دیا، تو وہ ان بچوں پر گر پڑی، تو میں نے ان سب کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا، اور وہ سب (ماں اور بچے) میرے پاس ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو رکھ دے، تو اس نے ان کو رکھ دیا، اوران کی ماں نے بچوں کا ساتھ نہ چھوڑا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ان بچوں کی ماں کی محبت سے جو اس کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، تعجب کرتے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحیم ہیں، جس قدر یہ بچوں کی ماں اپنے بچوں پر ہے۔ آپ ان کو لے کر لوٹ جاؤ، اور جہاں سے آپ نے ان کو پکڑا، ان کو وہیں رکھ آؤ، اوران کی ماں ان کے ساتھ رہے۔ تو وہ شخص ان کو لے کر (رکھنے کے لئے) لوٹ گیا (ترجمہ ختم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا . وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ .قُلْنَا نَحْنُ .قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ (ابوداؤد حديث نمبر ۲۶۷۷، كتاب الجهاد، باب في كراهية حرق العدو بالنار)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ اپنی ضرورت کے لئے چلے گئے، تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی، جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا، تو وہ لال چڑیا آئی، جو بچھی جاتی تھی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا کہ اس چڑیا کو کس نے اپنے بچے کی طرف سے دکھ دیا ہے، اس کے بچے اسی کو واپس کردو۔ اور آپ ﷺ نے ایک چیونٹیوں کا بھٹ (گھر) دیکھا، جس کو ہم نے جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے سزا دینا آگ کے رب کے سوا اور کسی کو جائز نہیں (ترجمہ ختم)

اورامام حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَمَرَرْنَا بِشَجَرَةٍ فِيْهَا فَرْخَا حُمَّرَةٍ فَأَخَذْنَاهُمَا قَالَ :فَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَصِيْحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِفَرْخَيْهَا ؟ "قَالَ :فَقُلْنَا :نَحْنُ .قَالَ " :فَرُدُّوْهُمَا " "(مستدرک حاکم، حديث نمبر ۷۰۷۷،وقال الحاکم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "، وقال الذهبی فی التلخيص:صحيح)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے،اور ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے،جس میں ایک سرخ چڑیا کے دو بچے تھے،ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا،تو وہ لال چڑیا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر چیخنے لگی،تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس چڑیا کو اس کے بچوں کی طرف سے کس نے تکلیف پہنچائی ہے،تو ہم نے کہا کہ ہم نے،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بچوں کو وہیں واپس پہنچادو(ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی جانور کے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر والدین سے جدا کرنا اور ان کے والدین کو جدائی کا صدمہ وتکلیف پہنچانا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے۔البتہ کسی معتبر ضرورت کی وجہ سے کسی جانور کے بچہ کو پکڑنا پڑے، تو بھی اس کی رعایت ضروری ہے، کہ وہ بہت چھوٹے بچے نہ ہوں کہ ان کے والدین کو جدائی سے غیر معمولی اذیت ہوتی ہو، بلکہ جب کچھ بڑے ہوجائیں اور والدین کو ان کی جدائی سے غیر معمولی کوفت نہ ہو۔

مذکورہ حکم میں طوطے کے بچے، کبوتر اور بلی کے بچے سب داخل ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم (جاری ہے......)

(ماخوذ از''جانوروں کے حقوق وآداب''ص۹۳تا۹۵،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

علم کے مینار مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۳۸)

(سوانح حضرت اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت فیوضہم)

قیامِ پاکستان، تبلیغی جماعت اور اصلاحِ مدارس کے سلسلہ میں آپ کا موقف

تینوں حوالوں سے آپ کا موقف وہی ہے جو آپ کے اکابر خصوصاً حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اور آپ کے شیوخ حضرت نواب محمد عشرت علیخان قیصؔر صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا رہا ہے، اور جو حضرت نواب قیصر صاحب دامت برکاتہم کی سوانح میں شائع ہو چکا ہے، ہم وہیں سے اقتباساً اسے نقل کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت نواب صاحب کی یہ سوانح آپ (صاحبِ سوانحِ ھٰذا حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم) نے ہی مرتب فرما کر شائع فرمائی ہے، اس لئے یہ آپ ہی کے الفاظ میں ہے:

قیامِ پاکستان کے متعلق آپ کا موقف

قیامِ پاکستان کے متعلق حضرت والا کا نقطۂ نظر وہی ہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ ، علامہ ظفر احمد عثانی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ وغیرہ اکابرین کا تھا، اس لئے آپ ہمیشہ سے پاکستان کے استحکام، اس کی ترقی اور اس ملک میں اسلام کے نفاذ اور حکمرانوں کی اصلاح کے خواہاں اور دعا گو رہے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ آپ کو یہ شکوہ بھی رہا ہے کہ جن اغراض ومقاصد کے پیشِ نظر اور جن خطوط پر ہمارے اکابرین کے پیشِ نظر قیامِ پاکستان کا مسئلہ تھا، ابھی تک بدقسمتی سے ان سب اغراض ومقاصد کو پوری طرح حاصل نہیں کیا جاسکا، لیکن مَالَایُدْرَکُ کُلُّهٗ لَایُتْرَکُ کُلُّهٗ (جس چیز کو پوری طرح حاصل نہ کیا جاسکے اسے پوری طرح چھوڑنا بھی نہیں چاہئے) قاعدہ کے تحت اس موجودہ حالت میں بھی ملکِ پاکستان کا وجود بہت بڑی نعمت ہے، جس کی ہم سب کو قدر کرنی چاہئے۔ قیامِ پاکستان کے

Idara Ghufran

مسئلہ میں بعض حضرات جوافراط وتفریط میں مبتلا ہوکر بعض اوقات اپنے بعض اکابرین کی شان میں گستاخانہ رویہ تک اختیار کرلیتے ہیں، حضرت والا کو اکابرین کی صحبت کی برکت سے اس افراط وتفریط سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے، اسی وجہ سے آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ وغیرہ اکابرین کا بھی اپنے دل ودماغ میں بہت احترام رکھتے ہیں اوران کا تذکرہ عزت واحترام کے ساتھ ہی فرماتے ہیں، اوراسی وجہ سے آپ نے مدنی وتھانوی جیسے عنوانات کو اپنے نام وکام کے ساتھ اختیار فرما کر گروہ بندی اور تقسیمِ اکابر کی معاشرہ میں جاری ریت کو کبھی اختیار نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے طرزِ عمل کے مطابق ہم سب کو افراط وتفریط سے محفوظ فرما کر اعتدال کے راستہ پر گامزن فرمائیں۔ آمین۔

تبلیغی جماعت کے بارے میں آپ کا موقف

حضرت والا دامت برکاتہم نے ہمیشہ تبلیغی جماعت کو مجموعی طور پر حسنِ نظر کے ساتھ دیکھا ہے، اور آپ بحیثیتِ مجموعی تبلیغی جماعت کے کام کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں، لیکن بایں ہمہ آپ نے جہاں جہاں تبلیغی جماعت میں افراط وتفریط کا مشاہدہ فرمایا، اس کی نشاندہی بھی فرماتے رہے ہیں، حضرت والا نے بانیٔ جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ کے دور کی تبلیغی جماعت کا بھی الحمدللہ تعالیٰ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا ہے، اس لئے آپ کے سامنے پہلے دور کی تبلیغی جماعت کا طرزِ عمل بھی ہے، جب آپ موجودہ دور میں اُس خاص طریقۂ صحیحہ سے انحراف وتجاوز پاتے ہیں یا کسی بھی قسم کی افراط وتفریط کا مشاہدہ فرماتے ہیں تو آپ بغرضِ اصلاح اس سے آگاہ کرنے کو اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں، آپ کو کسی بھی جماعت کا اعتدال سے تجاوز کرنا قطعاً پسند نہیں، چنانچہ جب آپ تبلیغی جماعت کے افراد کی طرف سے کسی قسم کے غلو مثلاً اس کام کو حد سے زیادہ بڑھانے، اس طریقۂ خاص کو ہر ایک پر فرضِ عین قرار دینے اور اصلاحِ نفس ودینی مسائل کی طرف متوجہ نہ ہونے اوراس کام کو تام کرنے کے بجائے عام کرتے رہنے جیسی خرابیوں کو دیکھتے ہیں تو اس سلسلہ میں شریعت کے مستحکم اُصولوں کی روشنی میں اس کی وضاحت فرماتے ہیں اوران سب مراحل پر آپ کا اصل مقصود تبلیغی جماعت کی مخالفت کے بجائے اس کی اصلاح ہوتا ہے، تاکہ یہ بزرگوں کی قائم کی

ہوئی جماعت ہرقسم کی افراط وتفریط والی غلطیوں سے پاک ہوکر دنیاوآخرت میں فلاح وکامیابی پائے اور بزرگانِ دین کے قائم کئے ہوئے خاص نہج پر چل کر پھلے پھولے اور پروان چڑھے۔اللہ تعالیٰ حضرت والا کی اس منشاء کو پورا فرمائیں۔آمین۔

قیامِ مدارس واصلاحِ مدارس سے متعلق آپ کا موقف

حضرت والا کا بچپن ہی سے علمائے حق اور دینی مدارس سے تعلق رہا ہے،اور آپ کو دینی مدارس کی اہمیت کا ہمیشہ سے اعتراف رہا ہے،لیکن اس دور میں ہرکس وناکس کی طرف سے خواہ اہلیت ہو یا نہ ہو،دینی مدارس ومکاتیب کے قیام کا جو ایک سلسلہ جاری ہے،جس کے نتیجہ میں خصوصاً مالیات اور طلبۂ کرام کی اصلاح وتربیت کے معاملہ میں بڑی کوتاہیاں سامنے آرہی ہیں،حضرت والا اس طرح اندھا دُھند اور بے اُصولی انداز میں قیامِ مدارس ومکاتیب کی حوصلہ افزائی کے حامی نہیں ہیں،حضرت والا کا اس سلسلہ میں فرمانا یہ ہے کہ دینی مدارس ومکاتیب کا قیام جتنا اہم ہے،اس سے زیادہ اہم ان مدارس ومکاتیب کو چلانے کے لئے شرعی حدود وقیود کا لحاظ کرنا اور مالیات کے معاملات کا صاف رکھنا،نیز تعلیم کے ساتھ ساتھ طلبۂ کرام کی اصلاح وتربیت کا اہتمام کرنا بھی ہے،اگر ان اُصولوں کی رعایت نہ ہو تو مدارس ومکاتیب کے قیام کے اصل مقاصد کو حاصل کرنا بعید ہے۔اسی طرح حضرت والا کو بہت سے دینی مدارس کے ذمہ داران کے دل ودماغ سے اللہ تعالیٰ سے توکل اُٹھ جانے یا کمزور ہوجانے اور لوگوں کے چندوں اور جیبوں پر نظر ہوجانے پر بھی بہت زیادہ تشویش ہے،جس کی خاطر بہت سے علماء نے اپنی عزت داؤ پر لگادی ہے،اور اپنے آپ کو امراء واغنیاء کا ماتحت اور گویا کہ ملازم سمجھ لیا ہے۔حضرت والا کا فرمانا یہ ہے کہ آج کل دینی مدارس سمیت دین کے بہت سے کام عام تو ہورہے ہیں مگر تام نہیں ہورہے،یعنی ان کاموں کو پھیلانے اور ان کا دائرہ وسیع کرنے کی طرف تو توجہ کی جارہی ہے لیکن ان کی اصلاح اور ترقی کی فکر نہیں کی جارہی،حالانکہ شریعت کی نظر میں کام کے عام اور وسیع ہوجانے سے زیادہ اس کے تام اور مکمل ہونے کی اہمیت ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ ایک وعظ میں فرماتے ہیں:

''آج کل اہلِ مدارس نے مخترَع ثمرات کومطلوب سمجھ رکھا ہے کہ ہمارا مدرسہ بارونق ہو،اس میں پانچ سو، ہزار طلبہ ہوں، پچاس،سو مدرس ہوں اورایسی عمارت ہواور ہر سال اس میں سے اتنے طلبہ فارغ ہوں اور یہ باتیں بدون زیادہ رقم کے ہونہیں سکتیں تواب ہر وقت ان کی نظر آمدنی پر رہتی ہے،اور جہاں سے بھی چندہ آتا ہے،رکھ لیا جاتا ہے،واپس کرتے ہوئے یہ خیال ہوتا ہے کہ حرام اورمشتبہ مال کوواپس کرنا شروع کریں تواتنی آمدنی کس طرح ہوگی جواتنے بڑے کارخانے کوکافی ہوسکے؛ بس یہی جڑ ہے اوراسی سے معلوم ہوتا ہے کہ رضائے حق مقصودنہیں۔اس جڑ کواُکھاڑ پھینکواورثمرات پر ہرگز نظر نہ کرو، نہ زیادہ کام کومقصود سمجھو بلکہ رضائے حق کومقصود سمجھو؛ چاہے مدرسہ رہے یا نہ رہے اوراگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر دین داری اورعلم کا نام مت لو، نہ خدا سے محبت کا دعویٰ کرو۔افسوس! خدا سے محبت اورغیر پرنظر''(وعظ ارضاءالحق حصہ دوم صفحہ۴۷)

ثمرات مقصودنہیں ہیں،صرف رضائے حق مقصود ہے؛ نہ مدرسہ مقصود ہے، نہ طلبہ کی کثرت مطلوب ہے، نہ عمارت مقصود ہے؛صرف رضا مطلوب ہو۔اگر رضائے حق کے ساتھ یہ کام چلتے رہیں تو چلاؤ اور حسبِ ہمت وطاقت ان میں کام کرتے رہواور جوکام طاقت سے زیادہ ہو،اُس کوالگ کرو........... مدرسہ جاری کرواور رضائے حق پرنظر رکھو، یہ ثمرہ متعین نہ کروکہ ہمارا مدرسہ ایسا ویسا ہونا چاہیے؛ یہ دُھن کہاں کی لگائی ؟ یہ دُھن نہیں بلکہ گھــــــن ہے (ایضاً صفحہ۴۸،۴۹)

ایک مقام پرفرماتے ہیں:

''اکثرعربی مدرسوں میں طلبہ کی خواہش ومذاق اورکثرتِ تعداد کے مقابلہ میں اصول وقواعد کی پرواہ کم کی جاتی ہے،اس سے بھی مفاسد پرورش پاتے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ طلبہ کوقواعد کا پابند بنایا جائے۔خواہ اِن کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہوجائے۔کام کے دوچار ناکارہ سودوسو سے افضل ہیں'' (تحفۃ العلماء ج۱ص۸۴بحوالہ حقوق العلم ص۸۹،وتجدید تعلیم ص۱۲۸)

(حالاتِ عشرت ومکتوباتِ مسیح الامت ص۶۴ تا۶۷،مرتبہ مفتی محمد رضوان صاحب،مطبوعہ:ادارہ غفران،راولپنڈی)

(جاری ہے...........)

Idara Ghufran

تذکرۂ اولیاء

مفتی محمد امجد حسین

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

تذکرہ مولانا رومی کا (قسط ۴)

حضرت شمس کا قونیہ میں قیام، شادی اور دوبارہ غیبوبت

مولانا کو حضرت شمس کے قونیہ میں دوبارہ جلوہ گر ہونے اور اپنی متاعِ گم گشتہ واپس ملنے پر جو کچھ مسرت وشادمانی ہوسکتی تھی وہ ظاہر ہے، اسی طرح آپ کے مریدوں، شاگردوں اور حلقہ احباب کی خوشی ومسرت بھی ظاہر ہے، کیونکہ مولانا کے فیوض علمی وروحانی سے وہ اسی صورت میں مستفید ہوسکتے تھے کہ شمس کے فراق کے صدمے سے مولانا دوچار نہ ہوں۔ شمس کی خدمت میں وہ لوگ آکر معافی کے طلب گار ہوئے، جن سے گستاخیاں سرزد ہوئی تھیں، حضرت شمس کا یہاں عقد نکاح بھی ہوا، اور مولانا کی رہائش گاہ کے قریب ہی (وسیع دالان یا احاطہ کے ایک حصہ میں) حضرت شمس کا مع اہلیہ قیام کا انتظام تھا۔

اب ایک عرصہ تک مولانا کی حضرت شمس کے ساتھ ہم نشینی وصحبت اور کسبِ فیوضات کا یہ سلسلہ جاری رہا، مولانا کا اخلاص اور تعلق حضرت شمس سے روز افزوں بڑھتا گیا، آخر کار ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ حضرت شمس آزردہ خاطر رہنے لگے، اس دفعہ آزردگی کا سبب غالبًا مولانا کے بیٹے علاء الدین چلپی بنے تھے، شاید ان کو یہ شکایت تھی کہ حضرت شمس کی توجہات اور نظرِ عنایت ان کے بھائی سلطان ولد پر ان سے زیادہ ہے، اس سے بعض بدخواہ لوگوں کو بھی موقع مل گیا کہ وہ بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پیدا کرکے فتنہ اٹھائیں۔

یہاں دو روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ حضرت شمس کو بعض فتنہ پرداز لوگوں نے قتل کردیا تھا، لیکن یہ روایت زیادہ وزنی نہیں، دوسری روایت شمس کے دوبارہ غائب ہونے کی ہے، یہی روایت زیادہ معتبر ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مولانا اس بار بھی حضرت شمس کی تلاش میں بہت سرگرداں رہے، اگر آپ قتل کئے گئے ہوتے، تو اس کی نوبت نہ آتی، اور مولانا کے ذیل کے شعر میں بھی غیبوبت ہی کا ذکر ہے۔

نا گہاں گم شد از میانِ ہمہ　　　　تارود از دل اند ہاں ہمہ

شمس کی غیبوبت کے بعد مولانا کی حالت پھر متغیر ہونی شروع ہوئی، طریقِ سماع آپ نے پہلے ہی اختیار کیا تھا، اب اس میں اور ترقی ہوئی، اپنے مدرسے میں ٹہلتے رہتے تھے اور کھلے چھپے شور وفغاں اور آہ وفریاد کرتے

تھے، قونیہ میں آپ کی اس حالت کا بڑا غلغلہ ہوا، حضرت شمس کی جدائی میں اس زمانے اور اس حالت میں آپ نے بڑی تعداد میں درد وغم سے لبریز اشعار اور غزلیں کہی ہیں (جو آپ کے دیوان میں جمع ہیں) بے قراری کے اس عالم میں مولانا نے شام کے سفر کا ارادہ کیا، آپ کے مخصوص احباب، متوسلین آپ کے ہمراہ تھے، دمشق پہنچے، اپنے درد بھرے اشعار اور کلام سے ماحول کو سوگوار کر دیتے، اور لوگوں کے دلوں میں آتش عشق، شعلہ زن کر دیتے، لوگ حیرت کرتے تھے کہ زمانے کا ایسا فاضل اور یگانہ روزگار عالم کیوں اس طرح دیوانہ ہو رہا ہے، شمس تبریزی آخر کیا چیز ہیں؟ دمشق میں جب شمس کا کچھ اتہ پتہ نہ چلا تو واپس قونیہ آ گئے، چند برس قونیہ میں قیام رہا، پھر عشق کا جذبہ موجزن ہوا، اور کچھ لوگوں کے ہمراہ دمشق تشریف لے گئے، اور پھر شمس کے ملنے سے مایوس ہو کر واپس قونیہ آ گئے، لیکن اس دفعہ دمشق سے مولانا کی واپسی ایک بڑی ذہنی تبدیلی اور طبیعت کے انقلاب کے ساتھ ہو رہی تھی، وہ یہ خیال اور رجحان تھا کہ شمس کوئی الگ نہیں ہے، میں خود شمس ہوں، شمس کی جستجو درحقیقت اپنی ہی جستجو تھی (یعنی شمس میں جو کچھ کمالات وصفات اور معارف وعلوِ مقامات تھے، وہ سب خود مجھ میں موجود ہو گئے، چنانچہ جس جس کیفیت کو آپ پہلے شمس میں ملاحظہ فرمایا کرتے تھے، اب خود اپنی ذات میں ملاحظہ فرمانے لگے، آپ کے صاحبزادے سلطان ولد کے الفاظ اس بابت یہ ہیں:

''اگرچہ مولانا قدس اللہ سرہ شمس الدین تبریزی واعظم اللہ ذکرہ بصورت در دمشق نیافت بمعنی
درخود بیافت زیرآں حال کہ شمس الدین را بود حضرتش راہماں حاصل شد''

ترجمہ: اگرچہ مولانا قدس سرہ نے شمس الدین تبریزی کو (اللہ اس کا ذکر اونچا وبڑا کرے) اپنی ذات وانسانی صورت میں تو دمشق میں نہ پایا، لیکن معنوی اور روحانی طور پر اپنے اندر شمس کو ڈھونڈ نکالا، اس لئے کہ وہ احوال جو شمس کو حاصل تھے (حقائق واسرار اور معرفت وقربتِ حق کے مقامات) حضرت مولانا کو بھی وہ حاصل ہو گئے۔ [۱]

---

[۱] اس طرح شمس کا مقصود حاصل ہو گیا، جو کچھ وہ آپ کو دینا چاہتے تھے، گویا آپ کو مل گیا، جو بنانا چاہتے تھے، آپ بن گئے، شمس غالبًا تکوینی سلسلہ کے بزرگوں میں سے تھے، جو حقائق واسرار اور امورِ معرفت کے بڑے راز دان ہوتے ہیں، اور عام طور پر خلق سے مخفی وگمنام رہتے ہیں، اور تکوینی طور پر منشاءِ خداوندی کے مطابق نظامِ قدرت میں عمل دخل رکھتے ہیں، گویا کہ اس تکوینی نظام میں وہ فرشتوں کے محکمے سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے ذمے تکوینی نظام سپرد ہے، انبیاء علیہم السلام میں حضرت حضر علیہ السلام کو اسی سلسلہ میں شمار کیا گیا ہے، چنانچہ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جوان کا قصہ مذکور ہے، اس میں جو عجائبات پیش آ رہے تھے، وہ حضرت حضر

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شیخ صلاح الدین زرکوب (سنار) کے ساتھ مولانا کی رفاقت

دمشق سے اس پچھلی واپسی کے بعد آپ نے شیخ صلاح الدین کو اپنا خلیفہ وہمراز بنالیا، جو کہ آپ کے مخصوص متوسلین میں سے تھے، اب مولانا ان کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے، اور شمس کی جگہ ان سے قرار پکڑتے تھے، یہ ۶۴۷ھ کا واقعہ ہے، اس کے بعد دس سال (یعنی شیخ صلاح الدین کی وفات ۶۵۶ھ تک) وہ مولانا کے ہم نشین رہے، شیخ صلاح الدین کو مولانا نے ہمراز ودمساز اور اپنا ہم نشین بنا کر بہت تعظیم وتکریم کا سلوک کیا، جس سے بعض لوگوں کو صلاح الدین سے حسد پیدا ہوگیا، شیخ صلاح الدین اس پر فرماتے تھے کہ لوگوں کو اس کا صدمہ ہے کہ مولانا نے مجھے سب میں مخصوص کرلیا، مگر یہ لوگ اصل بات کو نہیں سمجھتے، کہ مولانا اس وقت جس حالت ومقام پر ہیں، وہ خود اپنے پر فریفتہ ہیں، میں تو محض ایک حیلہ اور (شمس کی جگہ) ہمنشینی کا ظاہری وسیلہ ہوں۔

حسام الدین چلپی کے ساتھ مولانا کی رفاقت

شیخ صلاح الدین کی وفات کے بعد مولانا نے اپنے ممتاز مرید چلپی حسام الدین ابن اخی ترک کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا، آپ مولانا کی آخر عمر تک مولانا کی خدمت میں رہے، شیخ حسام الدین کو شمس تبریزی اور زرکوب سے بھی بہت فیض ملا تھا، چلپی حسام نے مولانا کے سامنے اپنے آپ کو بالکل فنا کردیا تھا، اور مٹا کے رکھ دیا تھا، مولانا کے گویا بے دام غلام تھے، آپ نے اپنے آپ کو مولانا کی خدمت میں وقف کر کے اپنا سب مملوکہ صَرف کرڈالا تھا، اپنے ملازموں اور غلاموں کو اپنے سے بے تعلق کر کے آزادی کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

کے تکوینی فرائض کا حصہ تھے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی تھے، ناسوتی زندگی میں اللہ کے حلال وحرام سے انسانوں کو آگاہ کرنا، اور ان احکامِ تشریعی پر انہیں چلانا، ان کا فرضِ منصبی تھا، اس لئے حضر علیہ السلام کے ساتھ وہ زیادہ نہ ٹھہر سکے اور جدا ہونا پڑا، کہ ان کا دائرہ کار اور تھا اور ان کا دائرہ کار اور تھا، اور ظاہر میں دونوں میں ٹکراؤ تھا، امتِ محمدیہ کے اولیاء میں اصحابِ تکوین مستقل طبقہ ہے، بعض احادیث سے ان کے احوال پر کچھ روشنی پڑتی ہے، ان میں مختلف درجہ بندیاں اور مقامات ہوتے ہیں، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، اسی طبقہ کے اولیاء کے مقامات کے اعتبار سے نام ہیں، بعض مجاذیب جو ظاہری زندگی میں دیوانے اور ماؤف العقل ہوتے ہیں، بسا اوقات ان میں سے کئی بھی اس شعبے سے متعلق ومنسلک ہوتے ہیں، اور چھوٹی بڑی مختلف تکوینی ڈیوٹیاں ان کے سپرد ہوتی ہیں، عربی میں اس موضوع پر عمدہ رسالہ خاتمۃ المحققین، علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ صاحب، صاحبِ ردالمحتار کا بنام "اجابۃ الغوث ببیان حال النقباء والنجباء والابدال والاوتاد والغوث" مطبوعہ ملتا ہے، رسائل ابنِ عابدین الشامی کی دوسری جلد میں یہ رسالہ موجود ہے، اردو زبان میں "شریعت وطریقت" افادات: حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ، "تکوین وتشریع مع سوانحِ تنویر" مرتبہ حضرت مفتی محمد رضوان صاحب، اور "مجاذیب" مؤلفہ: سید امین گیلانی، اس طبقہ اولیاء یعنی اصحابِ تکوین کے تعارف اور شریعت میں ان کے مقام کو سمجھنے کے لئے مفید کتب ہیں۔

ساتھ اپنا کام کرنے پر لگادیا، اور آخر میں غلاموں کو آزاد بھی کردیا، چلپی نے مولانا کا پاس وادب کرنے اور خدمت بجالانے میں بہت اونچا معیار پیش کیا، مولانا کی وفات کے بعد آپ ہی مولانا کے جانشین ہوئے۔

مثنوی شریف کی تدوین وتالیف

مثنوی شریف جس نے مولانا رومی کو لازوال وسدا بہار شہرت وعظمت عطا کی، اس کی تحریک اور تدوین وتصنیف کا سبب حسام الدین چلپی ہی بنے ہیں، کہا گیا ہے کہ چلپی نہ ہوتے تو مثنوی وجود میں نہ آتی، مولانا آپ کے ساتھ اس طرح پیش آتے اور سلوک کرتے، جس طرح آپ پیر ہوں، اور مولانا آپ کے مرید ہوں، اس سے مولانا کے ہاں آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے، مولانا کو چلپی حسام کے بغیر چین نہیں آتا تھا، جس مجلس میں چلپی نہ ہوتے مولانا کی طبیعت میں جوش وگرمی پیدا نہ ہوتی اور اسرار ومعرفت کی باتیں کرنے سے پرہیز کرتے، جن لوگوں کو یہ حقیقت معلوم تھی وہ مجلس میں حضرت چلپی کی موجودگی کا اہتمام کرتے تھے، تاکہ دریائے فیض جاری ہو، اور مولانا کے دل وزبان سے معرفت کے فوارے پھوٹ بہیں۔

مثنوی کی تالیف اس انداز میں ہوئی کہ مولانا پر جب مخصوص حالت وکیفیت طاری ہوتی، اور شوق ووارفتگی کا عالَم ہوتا تو برجستہ اشعار زبان سے صادر ہوتے، مولانا اشعار کے دریا بہارہے ہوتے، اور چلپی حسام لکھتے چلے جاتے، لکھ لینے کے بعد چلپی حسام اس کو بلند آواز سے خوش آوازی کے ساتھ پڑھتے، بعض مرتبہ پوری پوری رات اسی مشغلہ میں گزر جاتی، اور مثنوی کی تالیف اسی انداز میں شام سے صبح تک جاری رہتی۔

مثنوی کی جلد اول (پہلا دفتر) مکمل ہوئی تو چلپی کی اہلیہ کا انتقال ہوا، جس سے ان کی طبیعت میں افسردگی پیدا ہوئی، اس کا اثر مولانا کی طبیعت پر بھی ہوا اور آپ کی طبیعت میں وہ جوش وولولہ اور کیف وسرور کی حالت نہ رہی، جس میں ازخود رفتہ ہوکر اشعار کے دریا اُمڈ پڑتے تھے، اور معرفت واسرار کی اونچی سے اونچی باتیں بےتکلف ان کے اشعار میں سموجاتیں۔

اس طرح تقریبا دوسال تک مثنوی کا سلسلہ بند رہا، پھر دوبارہ حسام کی تحریک وتقاضے پر شروع ہوا، اور مولانا کی وفات تک جاری رہا، یہ پندرہ سال کا عرصہ بنتا ہے، جس میں مثنوی مولانا کے قلب وزبان اور چلپی کے قلم سے وجود میں آئی۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

پیارے بچو!　مفتی محمد رضوان

چرسی بھائی کِس کے، دَم لگایا کھِسکے

پیارے بچو! نشہ کرنا بہت بُری عادت ہے، اس سے انسان کی عقل بگڑ جاتی ہے اور آدمی بے وقوفوں والی حرکت کرنے لگتا ہے۔ تم نے گلیوں اور سڑکوں میں چرس اور پاؤڈر سے نشہ کرنے والے لوگوں کو دیکھا ہوگا جو نشہ میں بری حالت بنائے رکھتے ہیں۔ اور یہ صرف نشہ کے یار ہوتے ہیں، جس سے یاری دوستی کرتے ہیں، صرف اپنے اسی مطلب کے لئے کرتے ہیں، اور جب ان کا مطلب پورا ہو جاتا ہے، تو پھر پہچانتے بھی نہیں، اسی لئے تو ان کے بارے میں کسی نے کہا کہ: ع

چرسی بھائی کِس کے، دَم لگایا کھِسکے

آج تمہیں اس طرح کے نشہ کرنے والے لوگوں کے کچھ واقعات سناتے ہیں۔

ایک آدمی نے نشہ کر کے ڈاکخانہ سے ایک ٹکٹ خریدا، اور اسے اپنے ماتھے پر چپکا کر خط ڈالے جانے والے لیٹر بکس میں گھُسنے کی کوشش شروع کر دی۔ اور بچو تمہیں معلوم ہے کہ لیٹر بکس کا سوراخ اتنا بڑا نہیں ہوتا کہ اس میں آدمی گھُس سکے۔ یہ آدمی نشہ میں دھت ہو کر برابر لیٹر بکس میں گھُسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اتنے میں پیچھے سے ڈاک لینے کے لئے ڈاکیا آ گیا، اس نے دیکھ کر سمجھا کہ شاید کوئی چور ہے جو لیٹر بکس میں سے چوری کرنا چاہتا ہے، اس لئے اس کی کمر پر ایک زوردار لات ماری۔ جوں ہی کمر پر لات لگی تو اس نشہ میں دھت آدمی نے کہا کہ صاحب ٹکٹ تو ماتھے پر لگا ہے اور آپ مہر پیچھے کمر پر لگا رہے ہیں۔

تب ڈاکئے کو معلوم ہوا کہ یہ کمبخت تو نشئی ہے۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ نشہ کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھنے لگتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ چار نشہ کرنے والے ساتھی کہیں چلے جا رہے تھے، اچانک ایک ساتھی کو خیال آیا کہ ہمیں اپنے آپ کو گِن لینا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی ساتھی گم ہو جائے۔

اس نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے اس خطرہ کا ذکر کیا تو وہ بھی اس بات سے متفق ہوئے اور انہوں نے کہا کہ یہ بات تو آپ نے بہت ضروری بتلائی ہے، ہمیں تو اس کا خیال ہی نہیں تھا، سب نے اس بات سے اتفاق کر کے اپنے ساتھیوں کو گننا شروع کیا، پہلے ایک نے گنا تو اس کی گنتی میں ایک ساتھی کم تھا، یعنی

تین ساتھی تھے، چوتھا ساتھی نہیں تھا، پھر دوسرے نے گنا تو اس کے حساب میں بھی ایک ساتھی کم آیا، پھر تیسرے نے اور پھر چوتھے نے باری باری گنا، سب ساتھیوں کے حساب میں ایک آدمی کی کمی آ رہی تھی۔ کیونکہ یہ سب نشہ میں مست تھے اور جو بھی گنتی کرتا تھا وہ دوسرے سب ساتھیوں کی گنتی تو کرتا تھا، لیکن اپنے آپ کو حساب میں اور گنتی میں شمار کرنا چھوڑ دیتا تھا۔ بالآخر سارے ساتھی پریشان ہوگئے اور ایک دوسرے سے معلوم کرنے لگے کہ ہم میں سے کونسا ساتھی کم ہے، کسی کو بھی اس کا صحیح جواب نہیں آ رہا تھا، اور وہ ساتھی گم ہونے کا الزام ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے کہ تمہاری غفلت اور لاپرواہی سے ہمارا ایک ساتھی گم ہوا ہے، اور تم نے اس کا خیال نہیں کیا۔ ان چاروں نشوئیوں کا بحث مباحثہ جاری تھا کہ ایک پہلوان ادھر سے گزرا، اس نے ان کو جھگڑتے ہوئے دیکھا تو معلوم کیا کہ کیا قصہ ہے؟ ان سب نے کہا کہ ہمارا ایک ساتھی گم ہوگیا ہے اور وہ مل نہیں رہا۔ پہلوان نے معلوم کیا کہ آپ کتنے ساتھی تھے، انہوں نے کہا کہ ہم چار ساتھی تھے، اور اب تین رہ گئے ہیں، ایک ہمارا ساتھی گم ہوگیا ہے۔ پہلوان نے کہا کہ تمہارا کوئی ساتھی گم نہیں ہے اور تم پورے چار ہی ساتھی ہو، تمہیں غلط فہمی ہوگئی ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی پہلوان کی بات ماننے کے لئے تیار نہ تھا، پہلوان نے ان کو گنوا کر بھی دکھایا کہ دیکھو تم چار کے چار ساتھی ہو، مگر وہ سب بیک زبان کہہ رہے تھے کہ تمہارا حساب غلط ہے، اور ہمارا حساب صحیح ہے، ہمارے حساب میں تین ساتھی ہیں اور ایک ساتھی گُم ہے۔ پہلوان کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی اور اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ بے وقوف اس طرح نہیں سمجھیں گے، کیونکہ لاتوں کے یار باتوں سے نہیں مانا کرتے۔

اس لئے اس نے کہا کہ میرے پاس ایک طریقہ ایسا ہے کہ آپ کا ساتھی فوراً مل جائے گا، لیکن تم میں سے ایک ایک ساتھی کو نمبروار میرے ساتھ گنتی کرنی پڑے گی۔ انہوں نے کہا یہ تو کوئی بھی مشکل کام نہیں، ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ پہلوان نے ان چاروں کو ایک لائن میں کھڑا کر دیا، اور لاٹھی لے کر ایک ایک پر نمبر وار برسانی شروع کی اور جب بھی کسی کے لاٹھی مارتا تو گنتی بھی کرتا جاتا تھا۔ جب پہلوان نے پہلے آدمی کے زوردار لاٹھی ماری اور کہا کہ ایک؛ تو جس کے لاٹھی لگی اس نے بھی ساتھ ہی ایک گنا، پھر دوسرے کے لاٹھی مار کر دو کہا، اس نے بھی دو کہا، پھر تیسرے کے لاٹھی مار کر تین کہا، اس نے بھی تین کہا، پھر چوتھے کے لاٹھی مار کر چار کہا تو اس نے اور اس کے سب ساتھیوں نے اکٹھا چار کہا اور بیک زبان ہو کر کہا کہ مل گیا، مل گیا، ہمارا چوتھا ساتھی مل گیا۔ پہلوان نے اس طرح ان کا جھگڑا ختم کیا اور اپنے گھر کو گیا۔

پیارے بچو! تم نے دیکھ لیا کہ نشہ میں مست لوگ نشہ کی وجہ سے اپنی عقل اور سمجھ کو کتنا خراب کر لیتے اور بگاڑ لیتے

ہیں۔اسی لئے تو نشہ کرنا ہمارے اسلام میں گناہ کہا گیا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان کی عقل بگڑ جاتی ہے۔
اسی طرح کا ایک پرانے زمانے کا اور بھی واقعہ ہے کہ دو نشئی بیٹھے آپس میں مزے مزے کی باتیں کر رہے تھے اور انہیں میٹھی چیز کا بڑا شوق تھا، پہلے زمانے میں لوگوں کو گنے چوسنے کا بہت شوق تھا۔ پہلے ایک بولا کہ یار اس مرتبہ گنوں کی کھیتی کریں گے، بڑا مزہ آئے گا، جب گنوں کی فصل تیار ہو جائے گی تو تڑاق سے توڑا اور چوسنے لگے۔ دوسرے نے کہا کہ ہاں یار بڑا مزہ آئے گا تڑاق پڑاق سے توڑا اور چوس لیا، یہ سُن کر پہلے آدمی نے کہا کہ میں نے ایک ہی گنا توڑا تھا، تو نے دو کیوں توڑ لئے؟ دوسرے آدمی نے کہا کہ کھیت ہمارا ہے،ہم دو کھائیں یا چار، تجھے کیا مطلب ہے، تو بھی اپنے کھیت سے جتنے چاہے کھالے۔
بچو! پہلے آدمی نے گنا توڑنے کو ایک دفعہ تڑاق کہا تھا اور دوسرے نے تڑاق کے ساتھ پڑاق بھی کہہ دیا تھا، جس سے پہلے نے سمجھا کہ اس نے دو گنے توڑے اور میں نے ایک توڑا۔ اس لئے دونوں میں جھگڑا ہو گیا......اور جھگڑا بہت بڑھ گیا۔
حالانکہ بچو! ابھی تک نہ گنے کی فصل بوئی گئی تھی اور نہ ہی تیار ہوئی تھی، بس خیالوں خیالوں کی بات تھی، لیکن بات اتنی آگے بڑھی کہ دونوں کا مقدمہ عدالت میں پہنچ گیا۔ جج نے جب ان بیوقوفوں کی کہانی سنی تو ان کی بے وقوفی پر سزا کے طور پر فیصلہ سنایا کہ تم نے گنے بھی کھا لئے مگر ابھی تک فصل کا ٹیکس جمع نہیں کرایا، پہلے تم گنے کی کھیتی کا ٹیکس جمع کراؤ، پھر تمہارا اگلا فیصلہ ہوگا۔ جب ان دونوں کو خالی پھیکی میں ٹیکس کا جرمانہ بھرنا پڑا تب آنکھیں کھلیں کہ خالی کے جھگڑے میں کتنا نقصان ہو گیا۔
پیارے بچو! تم نے نشہ کرنے والوں کے یہ چند واقعات سن کر اندازہ لگا لیا ہوگا کہ نشہ انسان کو کتنا بے وقوف اور احمق بنا دیتا ہے۔
اس لئے پیارے بچو! تم کبھی نشہ کے قریب مت جانا اور اس سے ہمیشہ دور رہنا کبھی اس کو ہاتھ تک بھی نہ لگانا، ورنہ تم بھی ایسے ہی بے وقوف بن جاؤ گے اور طرح طرح کا نقصان اٹھاؤ گے۔
پیارے بچو! یہ نشہ کرنے والے اور چرسی لوگ اپنے چرس اور نشہ کا انتظام کرنے کے لئے طرح طرح سے لوگوں کی بہت سی چیزیں بھی چوریاں کرتے ہیں، ان کو تو اپنے نشہ سے مقصد ہوتا ہے، اس کے بدلہ میں وہ نہ کسی باپ اور بیٹے کی پرواہ کرتے اور نہ کسی بڑے چھوٹے کی کوئی عزت کرتے، اسی لئے ان کے بارے میں مشہور ہوا کہ: ع

چرسی بھائی کِس کے، دم لگایا کھِسکے

مطلب یہ ہے کہ یہ کسی کے بھائی نہیں ہوتے نشہ کا دم لگایا یعنی اپنا مطلب نکالا اور کھِسک گئے، یعنی چل دیئے۔

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

صدقہ سے شفائے امراض

معزز خواتین! حضرت مولانا نعیم الدین صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

ہماری بداعمالیوں کے سبب روز بروز ایسے ایسے امراض پیدا ہوتے جارہے ہیں جو ہمارے بڑے بوڑھوں نے سنے بھی نہیں تھے، پھر ان کے علاج معالجہ میں لوگوں کے لاکھوں روپے صرف ہوتے ہیں، لیکن کلیۃً شفا حاصل نہیں ہوتی، جس کی ایک وجہ تو یہ کہ لوگ وہ اعمالِ بد (یعنی برے اعمال) نہیں چھوڑتے، جو ان امراض (یعنی بیماریوں) کا سبب ہیں، دوسرے وہ ان اسباب کو اختیار نہیں کرتے، جن سے شفاء ملتی ہے، اگر لوگ ان اعمالِ بد کو چھوڑ دیں جو بیماریوں کا سبب ہیں، اور ان اسباب کو اختیار کرلیں جن سے شفاء ملتی ہے، تو اکثر بیماریاں ختم ہوجائیں۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماریوں کے دفعیہ (یعنی دور کرنے) میں جہاں گناہوں کو چھوڑنے اور دوادارو کرنے کو دخل ہے، وہیں صدقہ وخیرات کو بھی بڑا دخل ہے، صدقہ کرنے سے بڑی بڑی تکالیف اور بیماریاں ختم ہوجاتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

”حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ، وَأَعِدُّوْا لِلْبَلاءِ الدُّعَاءَ“ [۱]

اپنے مالوں کی قلعہ بندی (اور حفاظت) کرو، زکاۃ کے ذریعہ اور اپنے مریضوں کا علاج کرو صدقہ وخیرات کے ذریعہ اور بلاؤں (کے دفعیہ) کے لئے دعا (کا ہتھیار) تیار کرو۔

مولانا محمد عبداللہ صاحب رفیق ندوۃ المصنفین نے اس حدیث شریف کو اپنی کتاب ”انتخاب الترغیب والترہیب“ میں ذکر کرکے صاحبِ کتاب علامہ منذری رحمہ اللہ (م ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۹ء) سے اس حدیث کے ذیل میں صدقہ سے شفاءِ امراض کے واقعات بھی نقل کئے ہیں، قارئین مولانا محمد عبداللہ صاحب کی

---

[۱] مجمع الزوائد ج۳ ص۶۳

Idara Ghufran

زبانی اس حدیث کی تشریح اور وہ واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف تحریر فرماتے ہیں:

اس مضمون کی تائید ان تمام روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں صدقہ خیرات کے ذریعہ بلاؤں اور آفتوں کا دور ہونا اور غضبِ الٰہی کا ٹھنڈا ہونا بیان ہوا ہے، حدیثِ مذکور میں خاص طور پر بیماریوں کے لئے صدقے کا مفید ہونا بیان کیا گیا ہے، اور بلاشبہ یہ ایک کامیاب اور مجرب طریقۂ علاج اور شفاء حاصل کرنے کا ایک بہت مختصر اور قریبی راستہ ہے۔

مصنفِ کتاب حافظ ذکی الدین المنذری رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ مشہور امامِ حدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور بیان کیا کہ میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا ہے، میں ہر قسم کا علاج کر چکا ہوں اور بہت سے طبیبوں سے مشورہ کر چکا ہوں، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا، عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا جاؤ اور کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگوں کو پانی کی تنگی ہو، اور وہاں تم ایک کنواں بنوادو، مجھے امید ہے کہ ادھر زمین سے چشمہ ابلنا شروع ہوگا، اور ادھر ساتھ کے ساتھ تمہارا خون بہنا بند ہو جائے گا، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ شفایاب ہو گیا۔

اس واقعہ کے ناقل امام بیہقی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے استاذ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ کا بھی اس قسم کا ایک واقعہ ہے، ان کے چہرے پر پھنسیاں ہو گئیں، ہر طرح کا علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، اور اسی میں تقریباً ایک سال گزر گیا، ایک روز انہوں نے امام ابوعثمان الصابونی رحمہ اللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ اپنی جمعہ کے روز کی مجلس میں میرے لئے دعا فرمائیں، چنانچہ انہوں نے دعا فرمائی اور سب لوگوں نے خوب توجہ سے آمین کہی، جب دوسرا جمعہ آیا تو ایک خاتون نے مجلس میں امام ابوعثمان رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک پرچہ پہنچایا کہ میں گزشتہ جمعہ کو جب یہاں سے گھر واپس لوٹی تو میں نے گھر جا کر بھی رات کو امام عبداللہ حاکم رحمہ اللہ کے لئے خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی، اسی شب مجھے سرکارِ دوعالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ارشاد فرماتے تھے کہ:

قُوْلِیْ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ اَنْ یُّوَسِّعَ الْمَاءَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ

(ابوعبداللہ حاکم سے کہہ دینا کہ مسلمانوں کے لئے پانی کی فراوانی کریں)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں یہ رقعہ لے کر امام ابوعبداللہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا، انہوں نے پرچہ دیکھتے ہی اپنے گھر کے سامنے سبیل قائم کرنے کا حکم دے دیا، چنانچہ سبیل تعمیر ہوئی، اور وہاں پانی بھرا گیا، اور برف ڈالا گیا، اور لوگ پانی پینے لگے، بیہقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک ہفتہ بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے اور جلد ہی تمام پھنسیاں ٹھیک ہوگئیں، اور چہرہ پہلے کی طرح بالکل صاف و بے داغ ہوگیا، اور وہ اس کے بعد کئی سال زندہ رہے۔

ہمارے علم میں کئی ایسے لوگ ہیں جو اپنی بیماریوں اور دیگر مشکلات میں یہی طریقہ اپناتے ہیں، اور انہیں فائدہ ہوتا ہے، بعض اہلِ علم نے بالکل درست لکھا ہے کہ دَوادارو کے مروجہ حسی طریقوں کے مقابلہ میں یہ طریقہ زیادہ نفع بخش ہے۔ [۱]

(ماخوذ از: علمی، ادبی، تاریخی، جواہر پارے ج۲ ص ۲۷ تا ۳۰، مصنفہ: مولانا نعیم الدین صاحب)

[۱] انتخاب الترغیب والترہیب مترجم جلد دوم ص ۲۶۳۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۱۵ ’’گھٹن والی زندگی‘‘﴾

اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے فہم کی کجی ہے یا بے خبری، کہ ہم حوادث کو ظاہری اسباب کی طرف منسوب کر کے مطمئن ہو بیٹھتے ہیں، اور مرض کے اصل علاج سے عمر بھر غافل رہتے ہیں، ورنہ کون دن، کون گھڑی، کون لمحہ، کون ثانیہ زمانے کا ایسا گزرتا ہے، کہ جس میں افراد سے لے کر اقوام تک اور خود ہر ہر فرد اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں اس قانونِ قدرت سے گزر نہ رہا ہو، اور عمل ورَدِّعمل کے فطری اصول سے دو چار نہ ہو رہا ہو، اور جو بیج کر جو اور گندم بیج کر گندم ہی نہ کاٹ رہا ہو، اور نافرمانی والی زندگی اپنانے کی صورت میں ہم ’’معیشۃ ضنکا‘‘ کی کسی نہ کسی شکل میں مبتلا نہ ہو رہے ہوں؟

اس لئے ’’معیشۃ ضنکا‘‘ کا مفہوم و مراد دنیوی زندگے کے دائرے میں سمجھنا، یہ ہمارے مطلب کی بات ہے، یہ کہنی، سننی، سمجھنی چاہئے، اس سے پہلے کہ یہ بات ہمارے مطلب کی بات نہ رہے، قبروں کی خالی چوکھٹوں میں سے کسی چوکھٹ میں ہماری تصویر سج جائے۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کر مقدر آزما سنگ بھی ہے سنگِ در بھی ہے

(باقی آئندہ......)

صور پھونکے جانے کے وقت بُت پرستی اور عیش پرستی کا عام ہو جانا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(جب شام کی طرف سے چلنے والی ایک ٹھنڈی ہوا کے اَثر سے روئے زمین پر کوئی ایک مؤمن بھی زندہ باقی نہ رہے گا، اور) دنیا میں بُرے اور شریر لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جن کے پرندوں جیسے (معمولی) حوصلے ہوں گے اور درندوں جیسی ان کی سوچ ہوگی (فساد، لوٹ مار والی ذہنیت) ان کے نزدیک نہ اچھائی کی کوئی قدر و قیمت ہوگی اور نہ برائی کی کوئی تمیز، ڈر و خوف؛ بس شیطان انسانی شکل میں آ کر ان سے کہے گا کیا تم کہا نہیں مانتے (حکم قبول نہیں کرتے) وہ پوچھیں گے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ شیطان انہیں بت پوجنے کا حکم کرے گا اور وہ لوگ پھر اسی حالت پر قائم ہو جائیں گے (یعنی بت پرستی پر) رزق و روزی کی ان پر خوب کشائش و فراوانی ہوگی، بڑی خوش عیش زندگی اور گزر بسر ان کو حاصل ہوگی (یہ سب آزمائش اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل کے طور پر ہوگا) پھر قیامت کا بگل بجے گا پس جو بھی اس کو سُنے گا حواس باختہ ہو کر خوف و دہشت و بدحواسی سے سر کو اوپر نیچے جھٹکے گا (یا سر کو جھکائے گا اور اٹھائے گا) اور وہ پہلا آدمی جو صورِ اسرافیل کو سنے گا وہ اپنے اونٹوں کے پانی چارے کے حوض کو لیپ رہا ہوگا، وہ آدمی بے ہوش ہو جائے گا اور سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک بارش بھیجیں گے (یا برسائیں گے) پھوار نما بارش (نعمان راوی کو شک ہے کہ طل کہا یا ظل) تو اس سے لوگوں کے اجسام اُگ پڑیں گے (جیسے کہ سبزہ زمین سے اُگتا ہے) پھر دوبارہ بگل بجے گا تو سب لوگ میدان حشر میں کھڑے دیکھ رہے ہوں گے پھر حکم ہوگا کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ (قرآن میں اس کا یوں ذکر ہے وقفوھم انھم مسئولون کہ ان کو کھڑا کر لو، ان سے پوچھ گچھ ہوگی) پھر حکم ہوگا کہ آگ میں جانے والوں کو نکالو! پوچھا جائے گا کتنوں میں سے کتنے؟ حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے فرمایا کہ یہ وہ وقت ہوگا جس کے بارے میں قرآن میں فرمایا کہ وہ ایسا دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا (یعنی ہزار میں سے نو سو ننانوے والی بات سُن کر غم و پریشانی انتہا کو پہنچ جائے گی، یہاں تک کہ بچے بھی اس کا یہ اَثر لیں گے کہ غم کی شدت کی وجہ سے ان کے بال سفید ہو جائیں گے) اور اس دن پنڈلی (اللہ کی مخصوص شان وصفت) ظاہر ہوگی۔

(مسلم؛ سنن کبریٰ نسائی؛ مستدرک حاکم؛ مسند احمد)

صوراور حضرت اسرافیل کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا الصُّورُ قَالَ قَرْنٌ یُنْفَخُ فِیهِ

(ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِی شَأْنِ الصُّورِ، حدیث نمبر ۲۴۳۰؛ ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۱۱۷؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۶۲۱۸)

ترجمہ: ایک بدوی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پوچھا کہ صور (اسرافیل علیہ السلام کا ناقوس، قیامت کا بگل) کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ایک سینگ (کی طرح کی چیز) ہے، جس میں پھونکا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ طَرْفَ صَاحِبِ الصُّورِ مُذْ وُكِّلَ بِهِ مُسْتَعِدٌّ یَنْظُرُ نَحْوَ الْعَرْشِ مَخَافَةَ أَنْ یُؤْمَرَ قَبْلَ أَنْ یَرْتَدَّ إِلَیْهِ طَرْفُهُ ، كَأَنَّ عَیْنَیْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّیَّانِ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر ۸۸۲۶؛ العظمة لابی الشیخ الاصبهانی، حدیث نمبر ۳۸۲)

ترجمہ: بے شک صور کے حامل فرشتہ (حضرت اسرافیل علیہ السلام) کی آنکھ مسلسل عرش کی طرف لگی ہوئی ہے (ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے) جب سے اُسے صور سپرد کیا گیا ہے (ہزاروں سال سے) وہ بالکل تیار کھڑے ہیں، اس اندیشے کی وجہ سے کہ کہیں مجھے صور بجانے کا حکم ملنے کے وقت میری نظر اور توجہ کسی اور طرف نہ ہو (کہ حکم سن کر پھر متوجہ ہونا پڑے، اتنی غفلت بھی گوارا نہیں) گویا کہ اس فرشتہ کی دونوں آنکھیں دو چمکتے ہوئے ستارے ہیں (ترجمہ ختم)

Idara Ghufran

صور پھونکے جانے کے موقع کی دعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوَرِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ ، وَحَنَى جَبْهَتَهُ يَنْتَظِرُ مَتَى يُؤْمَرُ أَنْ يَنْفُخَ؟ قَالَ :قُلْنَا :يَا رَسُولَ اللهِ ، فَمَا نَقُولُ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ :قُولُوا :حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ . قَالَ أَبُو حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ نَحْوِهِ ، قَالَ :قُولُوا :حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا

(ابن حبان، ذِكْرُ الْأَمْرِ لِمَنِ انْتَظَرَ النَّفْخَ فِي الصُّورِ أَنْ يَقُولَ :حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، حديث نمبر ۸۲۳؛ مسند ابی یعلیٰ الموصلی، حدیث نمبر ۱۰۴۶)

ترجمہ: (دنیا کی زندگی میں آدمی کے لیے) خوش رہنے اور مطمئن ہوکر بیٹھ جانے کا کیا موقعہ ہے، جبکہ صور کا حامل فرشتہ صور (ناقوس) کو منہ میں پکڑے ہوئے، پیشانی جھکائے ہوئے، اللہ کے حکم کے انتظار میں کان لگائے بالکل تیار کھڑے ہیں کہ کب حکم ملے، اور وہ ناقوس بجائیں (اور قیامت برپا ہوجائے) (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم (حاضرین صحابہ) نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! جب وہ وقت آجائے تو ہم کیا کہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھنا ’’حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ‘‘ (کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے، اور وہ بہترین کام بنانے والا ہے) (ترجمہ ختم)

فائدہ: ایک اور سند سے اس حدیث میں مذکورہ کلمات پر ’’عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا ‘‘ کا اضافہ بھی ہے (ابن حبان، حدیث نمبر ۸۲۳)

صور جمعہ کے دن پھونکا جائے گا

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِیْهِ قُبِضَ، وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیْهِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ

(ابو داوٗد، واللفظ لهٗ؛ سنن نسائی؛ سنن ابن ماجة)

ترجمہ: تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن وفات ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی ،لہٰذا اس دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ جمعہ کا نام کس وجہ سے رکھا گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں آپ کے باپ اور جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اور خمیر کو جمع کیا گیا (اور وہی تمام انسانوں کا مبدء و مجمع تھا) اور اسی دن قیامت کے لیے پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا (جس پر سب مر جائیں گے) اور اسی دن قیامت قائم ہونے کے لیے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا اور اسی دن قیامت کی سخت پکڑ ہوگی (جس میں بہت ہولناک حالات جمع ہوں گے) اور اس دن کے اخیر کی تین گھڑیوں میں سے ایک گھڑی ایسی ہے کہ جس میں کوئی شخص اللہ عزّ وجل سے دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے (مسند احمد، حدیث نمبر ۷۷۵۵)

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

سورج اور چاند گرہن کی نماز مفصّل و مدلّل حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کا ثبوت اور اس کے احکام کیا ہیں؟ کچھ تفصیل سے وضاحت درکار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

گرہن کو عربی زبان میں کسوف اور خسوف کہا جاتا ہے، لیکن فقہائے کرام کے یہاں عام طور پر کسوف کا لفظ سورج گرہن (Eclipse) کے لئے اور خسوف کا لفظ چاند گرہن (Lunar Eclipse) کے لئے بولا جاتا ہے، اور کبھی کبھی اس کے برعکس دونوں الفاظ میں فرق کئے بغیر ان کا ایک دوسرے کے لئے استعمال بھی ہوجاتا ہے (مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخسوف)

گرہن اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اہم نشانیوں میں سے ہے، خواہ سورج گرہن ہو، جو کہ دن کے وقت ہوتا ہے، یا چاند گرہن ہو، جو کہ رات کے وقت ہوتا ہے۔

کیونکہ سورج گرہن (Eclipse) اس وقت ہوتا ہے کہ جب سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہوجاتا ہے، اور سورج کی روشنی زمین پر پڑنے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

اس کے برعکس چاند گرہن (Lunar Eclipse) اس وقت ہوتا ہے، جبکہ سورج اور چاند کے درمیان زمین حائل ہوجاتی ہے، اور چاند پر سورج کی پڑنے والی روشنی میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کے اعتراف کے لئے نماز اور دعا وغیرہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔ [1]

---

[1] جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں، کیونکہ کسوف کے وقت چاند سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے، تو سورج اور زمین دونوں اپنی کششِ ثقل سے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں، ان لمحات میں خدانخواستہ اگر کسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے، تو اجرامِ فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے، لہٰذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا چارہ نہیں (درسِ ترمذی ج ۲ ص ۳۴۳)

سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز اور دعا کا ثبوت

سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا حکم کئی احادیث سے ثابت ہے، مگر افسوس ہے کہ اس دور میں اکثر مسلمانوں کو نہ تو گرہن کی نماز کی اہمیت کا علم ہے، اور نہ ہی موجودہ دور میں اس نماز کا عملی درجہ میں کوئی اہتمام ہے، اس لئے اس سلسلہ میں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الشَّمُسَ وَالُقَمَرَ لَا يَخُسِفَانِ لِمَوُتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنُ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيُتُمُوهَا فَصَلُّوا (بخاری، حدیث نمبر ۹۸۳، کتاب الاذان، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمُسِ)

ترجمہ: بلاشبہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کے فوت اور زندہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو تو نماز پڑھو (ترجمہ ختم)

(۲)......اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں ہے:

ثُمَّ قَالَ " :أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الشَّمُسَ وَالُقَمَرَ آيَتَانِ مِنُ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كَسَفَ أَحَدُهُمَا، فَافُزَعُوا إِلَى الُمَسَاجِدِ (مسند احمد، حدیث نمبر ۶۴۸۳، واللفظ لهٗ، صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۲۸۲۹) [۱]

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! بلاشبہ سورج اور چاند (گرہن) اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب ان میں سے کوئی گرہن والا ہو تو مساجد (یعنی نماز) کی طرف متوجہ ہو جاؤ (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا حکم معلوم ہوا۔

(۳)......حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَسَفَتِ الشَّمُسُ عَلٰى عَهُدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوُمَ مَاتَ إِبُرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ

---

[۱] قال أبو حاتم :أمر في هذا الخبر بالصلاة عند كسوف الشمس والقمر وهو المقصود فأطلق هذا المقصود على سببه وهو المساجد لأن الصلاة تتصل فيها لا أن المساجد يستغني بحضورها عند كسوف الشمس أو القمر دون الصلاة (صحيح ابنِ حبان)

Idara Ghufran

كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ (بخاری،حدیث نمبر ۹۸۵، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابراہیم (نبی ﷺ کے بیٹے) کے فوت ہونے کے دن سورج گرہن ہوگیا، تو لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ابراہیم کی موت کی وجہ سے ہوا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ سورج گرہن اور چاند گرہن کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہوتا، پس جب تم گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو تم نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، (ترجمہ ختم)

(۴)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے:

فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ (بخاری،حدیث نمبر ۹۸۲،بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے، جب تم سورج اور چاند کو گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو نماز پڑھو، اور دعا کرو، یہاں تک کہ تم سے اس گرہن کو ختم کردیا جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز اور دعا دونوں کا حکم معلوم ہوا۔

(والتفصيل في:فتح الباري لابنِ حجر، باب الدعاء في الكسوف ،واعلاء السنن ج۸ص۱۶۳، باب صلاة الكسوف والخسوف)

(۵)......اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

فإذا رأيتم ذلك فاحمدوا الله ، وكبروا ، وسبحوا ، وصلوا حتى ينجلي كسوف أيهما انكسف (صحيح ابن خزيمة، حديث نمبر ۱۲۹۸؛ الأوسط لابن المنذر، حديث نمبر ۲۸۱۹، ذكر الخطبة على المنبر والأمر بالتسبيح والتحميد والتكبير مع الصلاة عند الكسوف) [۱]

ترجمہ: پس جب تم گرہن کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور تکبیر اور تسبیح کرو، اور نماز پڑھو، یہاں تک

---

[۱] قال أبو بكر :وفي قوله : حتى ينجلي كسوف أيهما انكسف دليل على إثبات الصلاة لكسوف القمر.

کہ سورج یا چاند گرہن جو بھی ہوا ہے، وہ ختم ہو جائے (ترجمہ ختم)

ان احادیث سے گرہن کے وقت ذکر، نماز اور دعا میں مشغول ہونے کا حکم معلوم ہوا۔

(۶)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا (بخاری حدیث نمبر ۹۸۶، کتاب الجمعة، باب الصدقة فی الکسوف، واللفظ لهٗ، سنن أبی داؤد، حدیث نمبر ۱۱۹۳)

ترجمہ: پس جب تم (سورج و چاند) گرہن کو دیکھو، تو اللہ سے دعا کرو، اور تکبیر پڑھو، اور نماز پڑھو، اور صدقہ کرو (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے گرہن کے موقع پر دعا اور نماز کے علاوہ حسبِ حیثیت صدقہ کا حکم بھی معلوم ہوا۔

اور مذکورہ احادیث سے مجموعی طور پر معلوم ہوا کہ سورج اور چاند گرہن ہونے پر اللہ تعالیٰ کی یاد بطورِ خاص نماز اور دعا و استغفار (جو کہ دعا کے مفہوم میں داخل ہے) کی طرف متوجہ ہونا چاہئے، اور حسبِ حیثیت صدقہ کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(مرقاة، کتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف، عمدة القاری باب الصلاة فی کسوف الشمس)

نمازِ گرہن کی کتنی رکعات ہیں؟

احناف کے نزدیک سورج و چاند گرہن کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔

اور اگر دو رکعتوں سے زیادہ پڑھی جائیں، تو بھی نہ صرف یہ کہ جائز ہیں بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہیں۔

(۱)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انْكَسَفَتْ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ (بخاری، حدیث نمبر ۱۰۰۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

(۲)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلاَتِكُمْ هٰذِهِ فِي

كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (سنن البيهقي حديث نمبر ۶۵۸۴،واللفظ لهٗ، معرفة السنن والآثار للبيهقي حديث نمبر ۲۰۲۹،مستدرك حاكم حديث نمبر ۱۱۹۰)

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر تمہاری اِس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گرہن کی نماز کی کم از کم دو رکعات ہیں۔

(۳)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتّٰى انْجَلَتْ (سنن أبى داؤد، حديث نمبر ۱۱۹۵، واللفظ لهٗ، الدعاء للطبرانى حديث نمبر ۲۱۱۵،مستخرج ابى عوانه حديث نمبر ۱۹۸۵) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو آپ نے دو دو رکعتیں پڑھنی شروع کیں، اور سورج گرہن کے (ختم یا موجود ہونے کے) بارے میں سوال کررہے تھے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

(۴)......اور ایک روایت میں ہے:

كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّى رَكْعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ وَيَسْأَلُ حَتَّى انْجَلَتْ (شرح معانى الآثار ،حديث نمبر ۱۹۴۳،واللفظ لهٗ، سنن البيهقى حديث نمبر ۶۵۶۲، معرفة السنن والآثار للبيهقى حديث نمبر ۲۰۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ دو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرنے لگے، اور سورج گرہن کے (ختم یا موجود ہونے کے) بارے میں سوال کرنے لگے، یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز دو رکعت سے زیادہ پڑھنا بھی درست ہے۔

(عمدة القارى، كتاب الكسوف،باب الصلاة فى كسوف الشمس،فتح الملهم ج۲ ص۴۵۳، كتاب الكسوف)

---

[۱] قال البيهقى :هذا مرسل، أبو قلابة لم يسمع من النعمان.

قلت :صرح فيه الكمال بسماعه من النعمان .وقال ابن حزم :أبو قلابة أدرك النعمان، وروى هذا الخبر عنه .وصرح ابن عبد البر بصحة هذا الحديث وقال :من أحسن حديث ذهب إليه الكوفيون حديث أبى قلابة عن النعمان، فصار قول البيهقى " :لم يسمعه منه "دعوى بلا دليل(شرح سنن أبى داود لبدر الدين العينى، بَابُ :مَنْ قَالَ :يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ)

بہرحال گرہن کی نماز کم از کم دو رکعت ہے، اور اس سے زیادہ پڑھنا بھی احادیث کی رو سے جائز ہے، اور نماز کے بعد دعا بھی کرنی چاہئے۔ البتہ گرہن ختم ہونے تک نماز و دعا میں مشغولی رہنی چاہئے، اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے گرہن کی نماز لمبے قیام اور لمبے رکوع وسجدوں کے ساتھ ادا فرمائی تھی، اور سجدے میں دعا بھی فرمائی تھی۔

(ملاحظہ ہو: بخاری، حدیث نمبر ۹۹۹، بَاب الذِّكْرِ فِي الْكُسُوفِ رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سنن أبی داؤد، حدیث نمبر ۱۱۹۶، مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۸۳)

گرہن کی نماز میں رکوع وسجود کی تعداد

گرہن کی نماز کی ہر رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؟

اس سلسلہ میں احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے اس مسئلہ میں فقہائے کرام کے درمیان بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

اور بہت سے فقہاء ایک رکعت میں دو رکوع اور دو سجدوں کے قائل ہیں، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد عام دوسری نمازوں کی طرح ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے (عمدۃ القاری، باب الصلاۃ فی کسوف الشمس)

ان حضرات کا کہنا ہے کہ کثرت سے جن احادیث میں سورج گرہن اور چاند گرہن کے موقع پر نماز پڑھنے کا حکم مذکور ہے، ان میں نماز کا کوئی خاص دوسرا طریقہ بیان نہیں کیا گیا (جیسا کہ وہ احادیث پہلے گزریں) اس کے علاوہ کئی احادیث میں گرہن کی نماز کو عام نمازوں کی طرح پڑھنے کا ذکر ہے، بطورِ خاص قولی احادیث میں، اور اس کے برعکس کسی بھی قولی حدیث میں گرہن کی نماز کو کسی دوسرے طریقہ پر پڑھنے کا حکم مذکور نہیں۔

ان حضرات کا استدلال درجِ ذیل اور ان جیسی احادیث سے ہے۔

(۱)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ (بخاری، حدیث نمبر ۹۸۲، بَاب الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ)

ترجمہ: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ سورج گرہن ہوگیا، تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے، اپنی چادر کو کھینچ رہے تھے (یعنی جلدی چل رہے تھے) یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوئے، اور

ہم بھی ساتھ داخل ہوئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، یہاں تک کہ سورج گرہن ختم ہوگیا (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ شروع سے آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اور نماز میں بھی ساتھ ہی شریک ہوئے تھے۔

اس حدیث میں کسی دوسرے طریقہ سے سورج گرہن کی نماز پڑھنے کا ذکر نہیں، جس سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز میں رکوع وسجدوں کی تعداد عام نمازوں کی طرح ہے۔ جبکہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی بعض روایات میں سورج گرہن کی نماز عام نمازوں کی طرح پڑھنے کا صراحتاً بھی ذکر ہے۔

(۲)......چنانچہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَمَا یُصَلُّوْنَ (سنن النسائی، حدیث نمبر ۱۵۰۱، الْأَمْرُ بِالدُّعَاءِ فِی الْکُسُوفِ، واللفظ لہٗ، الاوسط لابن المنذر حدیث نمبر ۲۸۲۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے گرہن کی نماز دو رکعتیں پڑھیں، اسی طریقہ سے جس طرح لوگ (دوسری عام) نماز پڑھتے ہیں (ترجمہ ختم)

(۳)......اور نسائی کی روایت میں حضرت ابوبکرہ کے یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هٰذِهِ وَذَكَرَ كُسُوفَ الشَّمْسِ (سنن النسائی حدیث نمبر ۱۴۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں، تمہاری اس نماز کی طرح، اور سورج گرہن کا ذکر فرمایا (ترجمہ ختم)

(۴)......اور صحیح ابنِ خزیمہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فصلی رکعتین کما تصلون (صحیح ابن خزیمۃ، حدیث نمبر ۱۳۰۰، باب الأمر بالدعاء مع الصلاۃ عند کسوف الشمس والقمر)

ترجمہ: نبی ﷺ نے گرہن کی دو رکعتیں اسی طرح پڑھیں، جس طرح تم عام نمازیں پڑھتے ہو (ترجمہ ختم)

(۵)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم -صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَلاتِكُمْ هٰذِهِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ (سنن البيهقى حديث نمبر ۶۵۸۴)

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج اور چاند گرہن کے موقع پر تمہاری اِس نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں (ترجمہ ختم)

(۶)......اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه صلى فى كسوف الشمس والقمر ركعتين مثل صلاتكم (صحيح ابنِ حبان حديث نمبر ۲۸۳۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج اور چاند گرہن کی دو رکعتیں تمہاری نماز کی طرح پڑھیں (ترجمہ ختم)

ان قولی و فعلی احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج و چاند گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد دوسری نمازوں کی طرح ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے۔

(شرح سنن أبى داود لبدر الدين العينى باب :صلاة الكسوف)

(۷)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلاتِنَا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ (سنن النسائى،حديث نمبر ۱۴۸۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت میں ہماری (عام) نمازوں کی طرح رکوع وسجدے کے ساتھ نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۸)......اور حضرت نعمان کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ كَمَا تُصَلُّونَ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ (شرح معانى الآثار، حديث نمبر ۱۹۴۰ ،بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ كَيْفَ هِيَ ؟)

ترجمہ: نبی ﷺ سورج گرہن کی نماز اسی طرح پڑھتے تھے، جس طرح تم پڑھتے ہو، ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ (ترجمہ ختم)

(۹)......اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا (سنن النسائى،حديث نمبر ۱۴۸۷)

Idara Ghufran

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند گرہن ہو، تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے نئی (یعنی فجر کی) نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

نئی نماز سے فجر کی نماز مراد ہے، کیونکہ گرہن کی نماز اشراق کے وقت پڑھی گئی تھی، اوراس وقت کی نئی (یعنی قریب ترین) نماز فجر ہی تھی۔

(مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب صلاة الخسوف)

(۱۰)......اورحضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ ہیں:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَا لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ (سنن النسائی، حديث نمبر ۱۴۸۴) [1]

ترجمہ: سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں، بے شک اللہ عزوجل جب کسی چیز پر اپنی تجلی ڈالتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے خوفزدہ ہوجاتی ہے، پس جب تم گرہن دیکھو تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے نئی (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

ان قولی وفعلی احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز، فجر کی نماز کی طرح ہے، یعنی گرہن کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دوسجدے ہیں۔

(۱۱)......حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ (ابوداؤد، حديث نمبر ۱۱۸۷، واللفظ لهٗ، سنن نسائی حديث نمبر ۱۴۸۵، مسند احمد حديث نمبر ۲۰۶۰۷، مستدرك حاكم حديث نمبر ۱۱۸۴)

---

[1] قال البيهقي :هذا مرسل، أبو قلابة لم يسمع من النعمان.

قلت :صرح فيه الكمال بسماعه من النعمان .وقال ابن حزم :أبو قلابة أدرك النعمان، وروى هذا الخبر عنه .وصرح ابن عبد البر بصحة هذا الحديث وقال :من أحسن حديث ذهب إليه الكوفيون حديث أبي قلابة عن النعمان، فصار قول البيهقي " :لم يسمعه منه "دعوى بلا دليل(شرح سنن أبي داود لبدر الدين العيني، بَابُ :مَنْ قَالَ :يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ)

ترجمہ: پس جب تم سورج اور چاند گرہن ہوتا ہوا دیکھو، تو سورج و چاند گرہن کی اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے قریب ترین (یعنی فجر کی) فرض نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۱۲)......حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ :إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ، وَلاَ لِحَيَاتِهِ ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا (مسند البزاز،حديث نمبر ۱۳۷۰، ۱۳۷۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے، لیکن یہ تو اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، پس جب تم گرہن دیکھو تو اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے قریبی وقت کی (یعنی فجر کی) نماز پڑھی (ترجمہ ختم)

(۱۳)......اور حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ فِيمَا نَرَى بَعْضَ (الر كِتَابٌ)(إبراهيم) ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ اعْتَدَلَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْأُولَى (مسند احمد،حديث نمبر ۲۳۶۲۹) [۱]

ترجمہ: پھر نبی ﷺ نے (سورج گرہن کی نماز کے لئے) قیام کیا، پھر اس میں ہمارے خیال میں ''الر، کتاب'' (یعنی سورہ ھود) اور سورہ ابراہیم کے بعض حصے کی قرأت فرمائی، پھر رکوع فرمایا، پھر رکوع سے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہوئے، پھر دو سجدے کئے، پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوئے، اور جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا، اسی طرح دوسری رکعت میں کیا (ترجمہ ختم)

(۱۴)......اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

فَصَلّٰى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلاَةٍ قَطُّ لاَ نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلاَةٍ قَطُّ لاَ نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا

---

[۱] قال الهيثمي: رواه أحمد ورجاله ثقات(مجمع الزوائد باب الكسوف)

سَجَدَ بِنَا فِي صَلاَةٍ قَطُّ لاَ نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا .ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ (ابو داؤد،حدیث نمبر ۱۱۸۶)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ نے (سورج گرہن کی) نماز پڑھائی، اور ہمارے ساتھ اتنا لمبا قیام کیا کہ اتنا لمبا قیام ہمارے ساتھ کسی نماز میں کبھی نہیں کیا، ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی، پھر اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ جتنا لمبا رکوع کبھی کسی نماز میں نہیں کیا، ہمیں نبی ﷺ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، پھر اتنا لمبا سجدہ کیا، کہ ہم نے کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا سجدہ نہیں کیا، ہمیں نبی ﷺ کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کا عمل کیا (ترجمہ ختم)

(۱۵)......اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

فانتهيت وهو قائم رافع يديه يسبح ، ويكبر ، ويحمد ، ويدعو حتى انجلت، وقرأ سورتين ، وركع ركعتين (صحيح ابن خزيمة،حديث نمبر ۱۲۹۹)

ترجمہ: پس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف پہنچا آپ کھڑے ہوئے تھے، اپنے ہاتھ اُٹھا رکھے تھے، تسبیح، تکبیر اور تحمید اور دعا کر رہے تھے، یہاں تک کہ سورج صاف ہوگیا، اور آپ نے (دو رکعتوں میں) دوسورتیں پڑھیں، اور دو رکوع کیے (ترجمہ ختم)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اور بھی روایات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں، جن کے مجموعہ سے حضور ﷺ کا دو رکعتوں میں دو رکوع کرنا معلوم ہوتا ہے۔

اگرچہ مذکورہ احادیث میں سے بعض کی سند میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے، لیکن یہ احادیث ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ ضعف ختم ہوجاتا ہے، اور وہ حدیث مقبول وحسن درجے میں داخل ہوجاتی ہے، اور استدلال درست ہوجاتا ہے۔

(۱۶)......اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقُولُونَ :إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوا كَصَلاَتِكُمْ حَتّٰى تَنْجَلِيَ (مصنف ابنِ ابی شيبة، حديث نمبر ۸۳۹۵، باب صلاة الكسوف كم هي؟)

ترجمہ: صحابہ وتابعین گرہن کے وقت تمہاری نماز کی طرح کی نماز پڑھنے کا فرماتے تھے،

گرہن ختم ہونے تک (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث وروایات سے استدلال کرتے ہوئے فقہائے احناف نے فرمایا کہ سورج اور چاند گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدوں کی تعداد عام نمازوں کی طرح ہی ہے، یعنی ایک رکعت میں ایک رکوع اور دوسجدے ہیں۔البتہ مذکورہ احادیث کے برعکس کئی فعلی احادیثِ صحیحہ میں حضورﷺ کا سورج گرہن کی نماز میں عام نمازوں سے مختلف تعداد میں رکوع وسجدے کرنے کا ذکر ملتا ہے (چنانچہ بعض احادیث میں ایک رکعت میں دورکوع اور ایک سجدے کا، اور بعض میں ایک رکعت میں دورکوع اور دوسجدوں کا اور بعض میں اس سے بھی مختلف تعداد کا ذکر ملتا ہے)

لیکن فقہائے احناف نے مختلف قسم کی احادیث میں غور وفکر کرتے ہوئے پہلی قسم کی احادیث کوعمل کے لحاظ سے راجح قرار دیا ہے، کیونکہ ایک تو یہ احادیث عام نمازوں میں شریعت کی طرف سے مقرر کردہ رکوع وسجدوں کی تعداد کے مطابق ہیں، دوسرے ان میں قولی وفعلی دونوں قسم کی احادیث ہیں، جبکہ دیگر احادیث صرف فعلی درجہ کی ہیں، اور قولی احادیث کو عام حالات میں فعلی احادیث پر ترجیح حاصل ہوا کرتی ہے۔

اور جن احادیث میں گرہن کی نماز میں عام نمازوں کے مقابلہ میں رکوع وسجدوں کی مختلف تعداد کا ذکر ہے۔تو ان میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے، کسی میں ایک رکعت میں دورکوع، اور کسی میں تین رکوع، اور کسی میں چار رکوع، اور کسی میں پانچ رکوع کا ذکر ہے، اور سجدوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

ایسے اختلاف کی صورت میں اِن کے بجائے اُن احادیث پر عمل زیادہ مناسب ہے، جو دوسری عام نمازوں کے رکوع وسجود کے مطابق ہیں، جن کے بارے میں کسی کا اختلاف ہی نہیں، یعنی دوسری عام نمازوں کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دوسجدوں کا ہونا۔

لہٰذا فعلی احادیث میں اختلاف کے وقت قولی احادیث اور ان فعلی احادیث پر عمل راجح ہوگا، جو اصول وقواعد کے مطابق ہیں (عمدۃ القاری، کتاب الکسوف، باب الصدقۃ فی الکسوف)

اور فقہائے احناف نے عام نمازوں کے مقابلہ میں حضورﷺ کے گرہن کی نماز میں مختلف تعداد میں رکوع وسجدوں کے کرنے والی احادیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضورﷺ نے گرہن کی نماز میں عام نمازوں کی طرح ایک رکعت میں ایک رکوع اور دوسجدے فرمائے تھے، لیکن غیر معمولی لمبے رکوع اور لمبے سجدے فرمائے تھے، جس کی وجہ سے بعض پیچھے کے مقتدیوں نے درمیان میں سر اٹھا کر دیکھا کہ کہیں آپ

ﷺ رکوع سے تو نہیں اٹھ گئے، اور جب نظر آیا کہ آپ ﷺ ابھی تک رکوع میں ہیں، تو دوبارہ یا سہ بارہ رکوع میں چلے گئے، جس سے پیچھے والوں نے انہیں دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ دوسرا یا تیسرا رکوع ہوا ہے، وغیرہ۔ اور پھر انہوں نے اپنے گمان کے مطابق اسی طرح بیان کر دیا۔

(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة،فصل قدر و كيفية صلاة الكسوف)

مگر بعض حضرات نے اس جواب کو راجح نہیں سمجھا، کیونکہ بعض احادیث سے صراحتاً حضور ﷺ کا ''سمع اللّٰہ لمن حمدہٗ'' کہہ کر دوبارہ رکوع کرنا ثابت ہے، اس لئے انہوں نے اس کے بجائے یہ فرمایا کہ حضور ﷺ پر گرہن کی نماز پڑھانے کے دوران مختلف غیر معمولی واقعات پیش آئے تھے، جس میں آپ کو جنت وجہنم کا نظارہ بھی کرایا گیا تھا، لہٰذا اس نماز میں آپ نے عام نمازوں کے مقابلہ میں کئی رکوع فرمائے تھے، لیکن یہ رکوع، سجدۂ شکر کی طرح کے (رکوعاتِ تخشّع) تھے، سورج گرہن کی نماز کا جزو نہیں تھے، کہ آئندہ تمام امتیوں کے لئے بھی اس طرح کرنے کا حکم ہو، لہٰذا بعض احادیث میں ان کو بھی ذکر کر دیا گیا، اور بعض میں اصل نماز کے رکوع وسجود کا ذکر کیا گیا، اور دوسرے رکوع وسجود کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة،فصل قدر و كيفية صلاة الكسوف)

اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے قولی احادیث میں امت کو گرہن کی نماز عام فرض نمازوں کی طرح پڑھنے کا حکم فرمایا، جیسا کہ گزرا۔

لہٰذا امت کے لئے عمومی نمازوں کی طرح رکوع وسجود کا حکم برقرار رہا، اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدوں کا کرنا ہی سنت ہوا (مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخسوف)

گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے اور امام کے قرأت کرنے کی بحث

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، البتہ سورج گرہن کی نماز کی اہمیت ودرجہ چاند گرہن کی نماز سے زیادہ ہے، کہ سورج گرہن کی نماز سنت اور بعض کے نزدیک واجب ہے، جبکہ چاند گرہن کی نماز سنت یا مستحب ہے۔

جہاں تک ان نمازوں کو جماعت سے پڑھنے نہ پڑھنے کا تعلق ہے تو حضور ﷺ کا سورج گرہن کی نماز کا تو باجماعت پڑھنا ثابت ہے، کیونکہ سورج گرہن دن کے وقت ہوتا ہے، جس میں لوگوں کے جمع ہونے میں کوئی مشکل وفتنہ نہیں، اس لئے سورج گرہن کی نماز مرد حضرات کو باجماعت پڑھنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، اور تنہا پڑھنا بھی جائز ہے۔

اس کے برخلاف چاند گرہن کی نماز آپ ﷺ سے باجماعت پڑھنا ثابت نہیں، کیونکہ چاند گرہن رات کے وقت میں ہوتا ہے، جس میں لوگوں کو جماعت کے لئے جمع کرنے میں حرج اور تنگی لازم آتی ہے، اور جماعت سے ادا کرنے کی صورت میں سب کو لمبے قیام اور ترکِ آرام کا پابند کرنا لازم آتا ہے، اس لئے فقہائے احناف نے چاند گرہن کی نماز میں جماعت کو سنت قرار نہیں دیا، لہٰذا چاند گرہن کی نماز بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھ لینی چاہئے، اور ہر شخص کو اپنی حسبِ حیثیت دعا و قیام کر لینا چاہئے، لیکن اگر کچھ لوگ اپنی خوشی و رغبت سے چاند گرہن کی نماز باجماعت ادا کریں، تو یہ عمل گناہ نہیں۔ بشرطیکہ کوئی خرابی لازم نہ آئے، مثلاً دوسروں کے آرام میں خلل، یا اس کو ضروری سمجھنا یا کوئی اور فتنہ وغیرہ۔ ۱؎

اور چاند گرہن کی نماز جماعت سے پڑھنے کی صورت میں اس کا طریقہ وہی ہوگا، جو سورج گرہن کی نماز کا ہے۔

لأن حكم الكسوف والخسوف واحد فى أكثر المسائل(كذافى المرقاة،فى باب صلاة الخسوف) ۲؎

لیکن گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے کی صورت میں اذان سنت نہیں۔

البتہ اگر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کرنے کا اعلان کر دیا جائے، تو حرج نہیں۔

اور گرہن کی نماز باجماعت پڑھنے کی صورت میں امام قرأت بلند آواز سے کرے، یا آہستہ آواز سے، اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت کئی فقہائے کرام کے نزدیک گرہن کی نماز میں امام کو آہستہ آواز میں قرأت کرنا

۱؎ فالكراهة فى جماعة الخسوف لغيره لالعينه ، فمن قال بكراهته فهو لغيره ومن جوز فهو لعينه فلا تعارض.

۲؎ قلت وترى فى كسوف القمر صلاة قال نعم الصلاة فيه حسنة قلت فهل يصلون جماعة كما يصلون فى كسوف الشمس قال لا (الاصل للشيبانى، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف)

وقال محمد لا يجمع الامام الصلاة فى كسوف القمر كما يجمعها فى كسوف الشمس ولكن الناس يفزعون عند ذلک إلى المسجد فيصلون فى غير جماعة ويكبرون الله ويدعون وكذلک قال أهل المدينة (كتاب الحجة على اهل المدينة للشيبانى، باب صلاة الكسوف)

قلت أبو حنيفة لم ينف الجماعة فيه وإنما قال الجماعة فيه غير سنة بل هى جائزة وذلک لتعذر اجتماع الناس من أطراف البلد بالليل (عمدة القارى، كتاب الكسوف، باب الصلاة فى كسوف الشمس)

(ركعتين أو أربعا كالخسوف) كما يصلون فى خسوف القمر فرادى بلا جماعة لتعذر الاجتماع بالليل أولخوف الفتنة .وفى التحفة يصلون فى منازلهم وقيل :الجماعة جائزة فيه عندنا لكنها ليست بسنة (مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، فصل فى صلاة الكسوف)

قلت :وأكبر ظنى أن فى بعض كتب الحنفية :أن الجماعة فى الخسوف محتملة وإن لم تكن سنة (فيض البارى شرح البخارى للكشميرى، كتاب الكسوف، باب الصلاة فى كسوف القمر)

سنت ہے۔جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ اور بعض دیگر فقہاء کے نزدیک گرہن کی نماز میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا سنت ہے۔

(شرح النووی علی مسلم کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف،عمدۃ القاری ،کتاب صلاۃ الکسوف،باب الجھر بالقراء ۃ فی الکسوف)

اوراس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں احادیث میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۱)......چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ ﷺ فِی کُسُوفٍ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا (ترمذی،حدیث نمبر ۵۵۱، بَاب مَا جَاءَ فِی صِفَةِ الْقِرَاءَةِ فِی الْكُسُوفِ) [۱]

ترجمہ: ہمیں نبی ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی، تو ہم نے نبی ﷺ کی کوئی آواز نہیں سنی (ترجمہ ختم)

(۲)......اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُسُوفَ، فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ فِيهَا حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ(مسند احمد حدیث نمبر ۲۶۷۳)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی،تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہیں سنا (ترجمہ ختم)

(۳)......اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ہی ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں:

انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَصَلّٰى رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلاً قَدْرَ نَحْوِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ (مسلم،حدیث نمبر ۲۱۴۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی،اورلوگ آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے،آپ نے لمبا قیام فرمایا،سورہ بقرہ جیسی سورت کی مقدار کے برابر (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے قرأت کی آواز نہیں سنی تھی،صرف لمبے قیام سے

---

[۱] قال الترمذی:وَفِی الْبَاب عَنْ عَائِشَةَ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ سَمُرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (حوالہ بالا)

اس کی مقدار کا اندازہ لگایا تھا۔

(۴)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے:

فَقَامَ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ، قَالَتْ :فَأَحْسِبُهُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ(مسند أحمد، حديث نمبر ۲۴۶۷۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ گرہن کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، اور اس نماز میں لمبا قیام کیا، میرا گمان ہے کہ آپ نے سورہ بقرہ پڑھی (ترجمہ ختم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سورہ بقرہ کی پوری قرأت نہیں سنی تھی، بلکہ اندازہ لگایا تھا، یا پھر یہ کہ حضور ﷺ کی قرأت کے بعض کلمات سن کر آپ نے حضور ﷺ کی قرأت کا اندازہ لگایا تھا (عمدۃ القاری، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف جماعۃ)

اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر فقہائے کرام نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہیں فرمائی تھی، بلکہ آہستہ آواز میں قرأت فرمائی تھی۔ لہٰذا امام کو گرہن کی نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔

اور دوسری احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو جہر سے تعبیر فرما دیا۔ واللہ اعلم۔

(۵)......اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لمبی حدیث میں ارشاد فرماتی ہیں:

جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْخُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ(بخاری حديث نمبر ۱۰۰۴، كتاب الجمعة،باب الجهر بالقراء ة فی الكسوف)

ترجمہ: نبی ﷺ نے سورج گرہن کی نماز میں بآوازِ بلند قرأت فرمائی (ترجمہ ختم)

(۶)......اور حضرت حنش فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا جَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوفِ(مصنف ابنِ ابی شيبة حديث نمبر ۸۴۱۶، كتاب الصلاة، باب فی الجهر بالقرأة فی صلاة الكسوف)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سورج گرہن کی نماز میں جہری قرأت فرمائی (ترجمہ ختم)

اس قسم کی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے حضرت امام محمد اور امام ابو یوسف اور بعض دیگر فقہائے کرام نے سورج گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنے کو ترجیح دی ہے۔

احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ کا رجحان حضرت امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول کی طرف ہے۔

(شرح معانی الآثار بَابُ الْقِرَاءَ ةِ فِی صَلَاةِ الْکُسُوفِ کَیْفَ هِیَ ؟)

اور جن احادیث میں حضور ﷺ کا قرأت کے سنائی نہ دینے کا ذکر ہے، ان فقہائے کرام نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ان حضرات کو حضور ﷺ سے دور ہونے کی وجہ سے آواز نہیں آئی تھی۔

(الأوسط لابن المنذر، ذکر الجهر بالقراء ة فی صلاة کسوف الشمس)

گرہن کی نماز میں خطبہ کا مسئلہ

اس میں شبہ نہیں کہ صحیح احادیث سے حضور ﷺ کا سورج گرہن کی نماز کی امامت فرمانے کے بعد خطبہ دینا ثابت ہے۔

(ملاحظة هو: بخاری، بَاب مَنْ قَالَ فِی الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ أَمَّا بَعْدُ، مسلم باب مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ فِی صَلَاةِ الْکُسُوفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)

لیکن کیا حضور ﷺ کا یہ خطبہ بطورِ ذکر کے تھا، جیسا کہ جمعہ کی نماز سے پہلے اور عیدین کی نماز کے بعد کے خطبوں کا معاملہ ہے، یا بطورِ تذکیر اور وعظ و تبلیغ تھا، جیسا کہ عام وعظ اور بیان کا معاملہ ہے۔

بالفاظِ دیگر حضور ﷺ نے یہ خطبہ سورج گرہن کی نماز پڑھنے کی وجہ سے دیا تھا، یا پھر یہ کہ یہ عام وعظ و بیان تھا، لیکن کسی خاص وجہ سے سورج گرہن کی نماز کے بعد واقع ہو گیا تھا؟ [1]

تو اس سلسلہ میں فقہائے کرام کی دونوں قسم کی آراء پائی جاتی ہیں، بعض فقہائے کرام (جن میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سرِ فہرست ہیں) یہ فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ بطورِ ذکر تھا، اور حضور ﷺ نے سورج گرہن کی نماز پڑھنے کی وجہ سے دیا تھا، لہٰذا یہ خطبہ سورج گرہن کی نماز کی طرح سنت ہوا، جبکہ بعض فقہائے کرام (بشمول امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ) یہ فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ بطورِ تذکیر اور وعظ تھا، اور اس کے سورج گرہن کی نماز کے بعد دینے کی وجہ یہ تھی کہ زمانۂ جاہلیت میں سورج گرہن کے متعلق باطل عقائد و نظریات پائے جاتے تھے (مثلاً یہ کہ سورج اور چاند گرہن کسی مقدس یا اہم شخصیت کے فوت ہونے پر ہوتا ہے) اس قسم کے باطل نظریات کی تردید اور صحیح نظریہ کی تبلیغ کے لئے آپ نے یہ خطبہ دیا تھا، یا اس وجہ سے کہ سورج گرہن کا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان و آزمائش ہے، لہٰذا اس موقع پر لوگوں کو ایمان پر ابھارنے اور انہیں گناہوں سے بچنے اور توبہ و استغفار کی تلقین کرنے کے لئے تھا۔

---

[1] اگر اس خطبہ کو ذکر قرار دیا جائے، اور گرہن کی نماز کو سنت قرار دیا جائے، تو پھر اس کا عربی زبان میں پڑھنا اور پاکی کی حالت میں ہونا وغیرہ کی رعایت ہوگی، ورنہ ان چیزوں کی رعایت کی ضرورت نہ ہوگی۔

نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ پر گرہن کی نماز کے دوران بہت سے برزخ وآخرت کے حالات اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمائے تھے، نماز کے بعد نبی ﷺ نے ان کی تبلیغ کی ضرورت سمجھی۔

لہٰذا یہ خطبہ جمعہ وعیدین کی نمازوں کی طرح سے گرہن کی نماز کے لئے سنت نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے گرہن ہونے پر نماز کا تو حکم فرمایا، مگر خطبہ کا حکم نہیں فرمایا۔

(ملاحظہ ہو: رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، عمدۃ القاری، کتاب الکسوف، باب الصدقۃ فی الکسوف)

بہرحال دلائل دونوں طرف ہیں، اور ہمارے نزدیک راجح یہی ہے کہ حضور ﷺ کا یہ خطبہ بطور وعظ ونصیحت کے تھا، لہٰذا اگر سورج گرہن کے بعد امام لوگوں کو وعظ ونصیحت کرے، جس میں سورج گرہن سے متعلق شرعی احکام کی تبلیغ اور باطل نظریات کی تردید کرے، اور توبہ واستغفار کی طرف متوجہ کرے، تو حرج نہیں، بلکہ مفید ہے۔ اور اگر کوئی گرہن کی نماز کے بعد بطور ذکر عربی زبان میں خطبہ دے، جیسا کہ عیدین کی نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے، تو ہمارے بعض فقہاء ومشائخ نے اس کی بھی اجازت دی ہے، لہٰذا اس پر بھی نکیر نہیں کی جاسکتی۔

(عمدۃ القاری، کتاب العلم، باب من أجاب الفتیا باشارۃ الید والرأس ، بیان استنباط الأحکام، اعلاء السنن ج۸ ص ۱۷۵، خطبۃ الکسوف براویۃ جماعۃ من الصحابۃ)

گرہن کی نماز سے متعلق متفرق مسائل

مسئلہ:...... سورج گرہن کی نماز تنہا ہر شخص کو الگ الگ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن مرد حضرات کو باجماعت پڑھنا افضل ہے، اور چاند گرہن کی نماز کا بغیر جماعت کے تنہا پڑھنا ہی افضل ہے، اور کچھ لوگ اگر بخوشی ورغبت جماعت سے پڑھیں، اور کوئی فتنہ وخطرہ لازم نہ آئے تو جائز ہے (اس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے)

اور خواتین کو بہرحال بغیر جماعت کے تنہا ہی پڑھنی چاہئے، خواہ سورج گرہن کی نماز ہو یا چاند گرہن کی۔

(درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... اگر کوئی گرہن کے وقت دعا واستغفار میں مشغول رہے، اور نماز بالکل نہ پڑھے، تو بھی گناہ نہیں، لیکن اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز پڑھنا بہتر ہے، اور خواتین کو مخصوص ایام میں دعا واستغفار اور ذکر وغیرہ ہی میں مشغول رہنا چاہئے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... مرد حضرات کو گرہن کی نماز باجماعت کسی بڑی مسجد یا بڑے میدان میں پڑھنی افضل ہے، جس طرح سے کہ عیدین کی نماز کا معاملہ ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت فرماسکیں، لیکن اگر کسی دوسری جگہ پڑھ لی جائے، تو بھی جائز ہے۔ اور یہ نماز شہر اور قصبہ کے علاوہ گاؤں، دیہات میں پڑھنا بھی جائز

ہے (عمدۃ القاری باب خطبۃ الإمام فی الکسوف، بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل قدر وکیفیۃ صلاۃ الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز کے جائز اوقات وہی ہیں، جو عام نفل نماز کے جائز اوقات ہیں، چنانچہ جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا جائز ہے، ان اوقات میں گرہن کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے، اور جن اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے (یعنی صبح صادق سے اشراق تک، عصر کے بعد سے غروب تک، اور زوال کے وقت) ان اوقات میں گرہن کی نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے (بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل قدر وکیفیۃ صلاۃ الکسوف)

مسئلہ:...... اگر گرہن مکروہ اوقات میں واقع ہو، مثلاً زوال کے وقت، یا عصر کے بعد تو اس وقت نماز کے بجائے دعا واستغفار میں مشغول ہونا چاہئے، البتہ اگر مکروہ وقت سے پہلے یا بعد میں گرہن کا کچھ وقت موجود ہو، تو اتنے حصے میں گرہن کی نماز میں مشغول ہونے میں کوئی حرج نہیں (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز عین گرہن کے وقت پڑھنا سنت ہے، گرہن شروع ہونے سے پہلے اور اسی طرح گرہن ختم ہونے کے بعد سنت نہیں۔ اگر گرہن کا کچھ حصہ گزر گیا، اور کچھ باقی ہے تو بھی باقی حصہ میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا جائز ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... سورج اور چاند گرہن کی نماز کی دو رکعتیں ہیں، اور اگر کوئی دو رکعتوں سے زیادہ پڑھے، تو بھی جائز ہے، خواہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے، یا چار رکعتوں پر سلام پھیرا جائے، دونوں طریقے جائز ہیں۔
(البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر گرہن جاری ہو تو اس وقت تک دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے، جب تک گرہن ختم نہ ہو جائے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز کے لئے اذان واقامت نہیں ہے، البتہ جماعت سے پڑھنے کی صورت میں لوگوں کو اطلاع دینے اور جمع کرنے کے لئے ''الصلاۃ جامعۃ'' یعنی نماز کے لئے جمع ہو جاؤ، وغیرہ الفاظ سے اعلان کر دینا اور اطلاع دے دینا بہتر ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... یوں تو گرہن کی نماز مختصر قرأت کے ساتھ اور عام نمازوں کی طرح مختصر رکوع وسجدوں کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے، مگر گرہن کی نماز میں قرأت کو (سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران کی مقدار کے برابر) لمبا کرنا بہتر ہے، لیکن قرأت کے لئے قرآن مجید کی کسی خاص سورت کا پڑھنا مقرر نہیں ہے۔ اگر کسی کو لمبی سورتیں یاد نہ ہوں، تو جو سورتیں یاد ہوں، وہی پڑھ لے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز میں رکوع اور سجدے لمبے کرنا بہتر ہے، لہٰذا گرہن کی نماز کے رکوع اور سجدوں

میں زیادہ مقدار میں تسبیحات پڑھنی چاہئیں، اور مسنون اذکار ودعائیں پڑھنی چاہئیں، تاکہ رکوع اور سجدوں کی مقدار لمبی ہو (درمختار، ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... اگر کوئی قرأت لمبی کرے، اور اس کے مقابلہ میں رکوع وسجود میں تسبیحات واذکار اور دعاؤں کو ہلکا کرے، تو جائز بلکہ افضل اور سنت کے زیادہ لائق ہے، اور اگر اس کے برعکس قرأت ہلکی کرے، اور رکوع وسجود میں تسبیحات واذکار اور دعاؤں کو لمبا کرے، تو بھی جائز ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر گرہن جاری ہو، تو گرہن ختم ہونے تک دعا کرنی چاہئے۔ اور اگر جماعت سے نماز پڑھی جائے، تو امام کو قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنے کی حالت میں یا لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونے کی حالت میں دعا کرنی چاہئے، اور لوگوں کو اس پر آمین کہنا چاہئے (درمختار، ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

مسئلہ:...... گرہن اگر مختصر وقت کے لئے واقع ہو، تو صرف اتنے وقت میں ہی نماز اور دعا میں مشغولی سنت ہوگی۔

مسئلہ:...... گرہن کا وقت شروع ہونے کے وقت اگر کسی فرض نماز کا وقت واقع ہو رہا ہو، تو فرض نماز سے فارغ ہو کر گرہن کی نماز پڑھنی چاہئے، اسی طرح اگر گرہن کے درمیان میں فرض نماز کا وقت واقع ہو رہا ہو، تو گرہن کی کچھ رکعتیں پہلے پڑھ لی جائیں، اور کچھ بعد میں پڑھ لی جائیں، اور درمیان میں فرض نماز ادا کر لی جائے، تو بھی درست ہے۔

مسئلہ:...... جب کوئی آفت یا مصیبت آپڑے، مثلاً سخت آندھی، طوفان، گھٹا، سخت بارش، زلزلہ، یا دشمنوں کی طرف سے خوف، طاعون وغیرہ، اس موقع پر بھی اس آفت ومصیبت سے نجات پانے کی نیت سے مرد اور خواتین سب کو تنہا بغیر جماعت کے دو رکعت نفل نماز پڑھنا مستحب ہے (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف)

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۲۸/ ذوالقعدۃ/ ۱۴۳۱ھ 06/ نومبر/ 2010ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

احرام کی حالت میں جوتے پہننے کا حکم

سوال:......احرام کی حالت میں مرد کے لئے جوتا پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یعنی کہ احرام کی حالت میں مرد کو کس قسم کا جوتا پہننا جائز ہے، اور کس قسم کا جوتا پہننا جائز نہیں؟

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ احرام کی حالت میں مرد کو ایسا جوتا پہننا جائز نہیں، جس سے آگے کی انگلیاں ڈھک جائیں، اسی وجہ سے ہوائی چپل اور وہ بھی مخصوص قسم کی، پہننے کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

اور عام طور پر جو کتابیں حج واحرام سے متعلق پائی جاتی ہیں، ان میں بھی اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل ذکر نہیں کی گئی۔ اس لئے اس مسئلہ میں اکثر لوگ تشویش واضطراب میں مبتلا رہتے ہیں۔

اس لئے اس مسئلہ کو کچھ تفصیل سے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اس مسئلہ پر کچھ تفصیل سے روشنی ڈالیں گے۔

جواب:......سب سے پہلے اس سلسلہ میں وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں، جس میں اس مسئلہ کی بنیاد ذکر کی گئی ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں احرام والے شخص کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فَمَنْ لَمْ يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (بخاری، حدیث نمبر ۳۵۳، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء، واللفظ لہٗ، مسلم، حدیث نمبر ۲۸۴۸)

ترجمہ: پس اگر (احرام والے شخص کو) جوتے میسر نہ ہوں، تو وہ خفین پہن لے، اور ان کو (اوپر کی طرف سے) کاٹ دے، یہاں تک کہ وہ کعبین (یعنی ٹخنوں) سے نیچے تک ہو جائیں (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں مرد کو شرعاً عام جوتوں کا استعمال ممنوع اور ناجائز نہیں ہے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ جس کو جوتے میسر نہ ہوں، اور اس کے پاس خفین ہوں، جو کہ ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں (جس کی وجہ سے ان پر وضو میں مسح کرنا جائز ہوتا ہے) تو ان کا

اوپر کی طرف سے اتنا حصہ کاٹ کر پہننا جائز ہے کہ ٹخنے کھل جائیں۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خفین کو اس طرح کاٹنے کے بعد وہ عام جوتوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اور عام جوتوں کا استعمال احرام کی حالت میں جائز ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔ ؎۱

اور ٹخنوں کے نیچے سے خفین کو کاٹ کر پہننے کے جائز ہونے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ احرام کی حالت میں مرد کو ایسا جوتا پہننا جائز ہے کہ جو ٹخنوں کی ہڈیوں کو چھپائے ہوئے نہ ہو، اور ٹخنوں کی ہڈیوں سے نیچے نیچے ہو۔اس حدیث میں ''کعبین'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو کہ عربی قاعدہ کے لحاظ سے تثنیہ کا صیغہ ہے، جس کا واحد ''کعب'' ہے۔

اب رہا یہ کہ مذکورہ حدیث میں جو کعبین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، اس سے کون سی جگہ اور پیر کا کون سا حصہ مراد ہے، تو اس سلسلہ میں جمہور اہلِ علم حضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس حدیث میں ٹخنوں سے مراد وہی عام ہڈیاں ہیں، جن کا ذکر وضو کے فرائض میں آتا ہے، جو پنڈلی کے نیچے والی آخری حد کے جوڑ پر دونوں طرف ہوتی ہیں، جن کو اردو زبان میں عام طور پر ٹخنے اور انگریزی زبان میں ''Ankle'' اور ٹخنے کی اندرونی و بیرونی ہڈیوں کو ''Malleous'' اور مروّجہ ڈاکٹری زبان میں ان دونوں ہڈیوں کو ''Lateral & Medial Malleous'' کہا جاتا ہے۔ ؎۲

اور اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ کعبین کا لفظ قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں وضو کے فرائض کے ضمن میں استعمال ہوا ہے۔ ؎۳

جس سے جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک عام ٹخنے ہی مراد ہیں، اور کئی احادیث سے بھی اسی کی تائید

؎۱ قوله إلا أحد المستثنى منه محذوف تقديره لا يلبس المحرم الخفين إلا أحد لا يجد نعلين فإنه يلبس الخفين بشرط أن يقطعهما حتى يكونا تحت الكعبين فيكون حينئذ كالنعلين(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كتاب الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب)

(ومن لم يكن له نعلين) أى من الرجال (فليلبس الخفين) إلا أنه لا يلبسهما على حالهما بل يغيرهما كما أشار إليه بقوله :(وليقطعهما أسفل من الكعبين) ليكونا على منوال النعلين(شرح مسند أبى حنيفة، ص ۲۳۴)

؎۲ قوله وليقطعهما أسفل من الكعبين فى رواية بن أبى ذئب الماضية فى آخر كتاب العلم حتى يكونا تحت الكعبين والمراد كشف الكعبين في الإحرام وهما العظمان الناتئان عند مفصل الساق والقدم ويؤيده ما روى بن أبى شيبة عن جرير عن هشام بن عروة عن أبيه قال إذا اضطر المحرم إلى الخفين خرق ظهورهما وترك فيهما قدر ما يستمسك رجلاه (فتح البارى لابن حجر، كتاب الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب)

؎۳ چنانچہ ارشاد ہے: ''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (سورة المائدة آيت ۶)''

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اُٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کہنیوں سمیت دھولو۔اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

ہوتی ہے، جن میں کعب اور کعبین کے الفاظ بول کر عام ٹخنے یا ان کی ہڈی ہی مراد لی گئی ہے۔ ۱

اور جمہور کے نزدیک لغت میں بھی کعبین عام ٹخنوں ہی کو کہا جاتا ہے۔ ۲

---

۱ وعند الجمهور أن الكعبين هما العظمان الناتئان عند مفصل الساق والقدم .قال الربيع :قال الشافعي : لم أعلم مخالفًا في أن الكعبين اللذين ذكرهما الله في كتابه في الوضوء هما الناتئان، وهما مجمع مفصل الساق والقدم .هذا لفظه .فعند الأئمة، رحمهم الله، (أن)في كل قدم كعبين كما هو المعروف عند الناس، وكما دلت عليه السنة، ففي الصحيحين من طريق حُمْران عن عثمان؛ أنه توضأ فغسل رجله اليمنى إلى الكعبين، واليسرى مثل ذلك .وروى البخاري تعليقًا مجزوما به، وأبو داود وابن خزيمة في صحيحه، من رواية أبي القاسم الحسيني بن الحارث الجدلي، عن النعمان بن بشير قال :أقبل علينا رسول الله ﷺ بوجهه فقال" :أقيموا صفوفكم -ثلاثا-والله لتقيمُن صفوفكم أو ليخالفَنَّ الله بين قلوبكم ."قال :فرأيت الرجل يُلْزِق كعبه بكعب صاحبه، وركبته بركبة صاحبه، ومَنْكِبه بمنكبه .لفظ ابن خزيمة .فليس يمكن أن يلزق كعبه بكعب صاحبه إلا والمراد به العظم الناتء في الساق، حتى يحاذي كعب الآخر، فدل ذلك على ما ذكرناه، من أنهما العظمان الناتئان عند مَفْصِل الساق والقدم كما هو مذهب أهل السنة(تفسير ابن كثير تحت آيت ٦ من سورة المائدة)

فَصْلٌ وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِي الْكَعْبَيْنِ مَا هُمَا ، فَقَالَ جُمْهُورُ أَصْحَابِنَا وَسَائِرُ أَهْلِ الْعِلْمِ :(هُمَا النَّاتِئَانِ بَيْنَ مَفْصِلِ الْقَدَمِ وَالسَّاقِ)وَحَكَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ :(أَنَّهُ مَفْصِلُ الْقَدَمِ الَّذِي يَقَعُ عَلَيْهِ عَقْدُ الشِّرَاكِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ) وَالصَّحِيحُ هُوَ الْأَوَّلُ ؛ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ :(وَأَرْجُلَكُمْ إلَى الْكَعْبَيْنِ) فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ فِي كُلِّ رِجْلٍ كَعْبَيْنِ، وَلَوْ كَانَ فِي كُلِّ رَجُلٍ كَعْبٌ وَاحِدٌ لَقَالَ :إلَى الْكِعَابِ ، كَمَا قَالَ تَعَالَى :(إنْ تَتُوبَا إلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا) لَمَّا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ قَلْبٌ وَاحِدٌ أَضَافَهُمَا إلَيْهِمَا بِلَفْظِ الْجَمْعِ ، فَلَمَّا أَضَافَهُمَا إلَى الْأَرْجُلِ بِلَفْظِ التَّثْنِيَةِ دَلَّ عَلَى أَنَّ فِي كُلِّ رِجْلٍ كَعْبَيْنِ .وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَيْضًا مَا حَدَّثَنَا مَنْ لَا أَتَّهِمُ قَالَ :حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شِيرَوَيْهِ قَالَ :حَدَّثَنَا إسْحَاقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ قَالَ :حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ :(رَأَيْت رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقِ ذِي الْمَجَازِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ حَمْرَاءُ وَهُوَ يَقُولُ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ تُفْلِحُوا وَرَجُلٌ يَتْبَعُهُ وَيَرْمِيهِ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ أَدْمَى عُرْقُوبَيْهِ وَكَعْبَيْهِ ، وَهُوَ يَقُولُ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تُطِيعُوهُ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ ، فَقُلْت :مَنْ هَذَا ؟ فَقَالُوا :ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، قُلْت :فَمَنْ هَذَا الَّذِي يَتْبَعُهُ وَيَرْمِيهِ بِالْحِجَارَةِ ؟ قَالُوا :هَذَا عَبْدُ الْعُزَّى أَبُو لَهَبٍ .) وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَعْبَ هُوَ الْعَظْمُ النَّاتِئُ فِي جَانِبِ الْقَدَمِ ؛ لِأَنَّ الرَّمْيَةَ إذَا كَانَتْ مِنْ وَرَاءِ الْمَاشِي لَا يُصِيبُ ظَهْرَ الْقَدَمِ .قَالَ :وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شِيرَوَيْهِ قَالَ :حَدَّثَنَا إسْحَاقُ قَالَ :أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ : حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قَالَ :سَمِعْت النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ :قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :(لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ أَوْ وُجُوهِكُمْ) قَالَ :فَلَقَدْ رَأَيْت الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ وَمَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ .وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْكَعْبَ مَا وَصَفْنَا ؛ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ(أحكام القرآن للجصاص، تحت آيت ٦ من سورة المائدة)

۲ الكعب ما وصفه الشافعي لغة وشرعا، أما اللغة :فمن وجهين نقلا واشتقاقا، فأما النقل :فهو محكي عن قريش ونزار كلها مضر وربيعة لا يختلف لسان جميعهم :أن الكعب اسم الناتيء بين الساق والقدم، وهم أولى بأن يكون لسانهم معتبرًا في الأحكام من أهل اليمن؛ لأن القرآن بلسانهم نزل .وأما الاشتقاق :فهو أن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے احرام اور وضو کے سلسلہ میں کعبین کے بارے میں کوئی فرق منقول نہیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وضو میں کعبین سے جونسی ہڈی مراد ہے، احرام کی مذکورہ حدیث میں بھی وہی ہڈی مراد ہو۔ کما یراد بہ فی احادیث اخر۔

اب تک کی مذکورہ تفصیل کی روشنی میں جمہور فقہاء کے نزدیک مرد حضرات کو احرام کی حالت میں ایسا جوتا پہننا منع ہوا، جو عام ٹخنے کی دونوں طرف (دائیں بائیں) والی ہڈیوں کو چھپالے، اور جو جوتا اس سے نیچے نیچے ہو، وہ پہننا جائز ہوا۔ لیکن حنفیہ کی متعدد کتابوں میں حضرت ہشام کی امام محمد رحمہ اللہ کی طرف نسبت کردہ ایک روایت کو بنیاد بناتے ہوئے ایک تیسری ہڈی کو احرام کے بارے میں کعب قرار دیا گیا ہے، اور وہ تیسری ہڈی وہ ہے جو کہ پیروں کی پشت پر درمیان میں ابھری ہوئی شکل میں اس مقام کے قریب ہوتی ہے، جہاں جوتوں کے تسمے باندھے جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ احرام کی حالت میں پیر کے زیادہ حصہ کو کھولنے میں احتیاط ہے۔ اور اسی کے ساتھ کہا گیا ہے کہ حضرت ہشام یا بعض ناقلین نے جو امام محمد کی اس روایت کو وضو کے باب میں نقل کر دیا ہے، یہ ناقلین کی غلطی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الکعب لغة فی لغة العرب کلها :اسم لما استدار وعلا، ولذلک قالوا :کعب ثدی الجاریة إذا علا واستدار، وسمیت الکعبة کعبة لاستدارتها وعلوها، ولیس یتصل بالقدم فیستحق هذا الاسم، إلا ما وصفه الشافعی لعلوه واستدارته، فهذا ما تقتضیه اللغة نقلا واشتقاقًا وأما الشرع :فمن وجهین نص واستدلال، أما النص : فحدیث أبی سعید الخدری رضی الله تعالی عنه أن النبی -صلی الله علیه وسلم -قال" :إزرة المسلم إلی نصف الساق، ولا حرج فیما بینه وبین الکعبین، وما کان أسفل من ذلک فهو فی النار "وقال -صلی الله علیه وسلم -لجابر بن سلیم " :ارفع إزارک إلی نصف الساق فإن أبیت فإلی الکعبین "فدل نص هذین الحدیثین علی أن الکعبین من أسفل الساق لا ما قالوه، وأما الاستدلال فبقوله تعالی :(وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ) (المائدة :من الآیة٦) فلما ذکر الأرجل بلفظ الجمع، وذکر الکعبین بلفظ التثنیة، ولم یذکره بلفظ الجمع، کما ذکر فی أن تکون التثنیة راجعة إلی کل رجل، فیکون فی کل رجل کعبان، ولا یکون إلا فیما وصفه الشافعی من المستدیر بین الساق والقدم، وعلی ما قالوه یکون فی کل رجل کعب واحد، هذا ما ذکره صاحب الحاوی فیه .والکعبة المعظمة البیت الحرام(تهذیب الاسماء واللغات للنووی، حرف الکاف)

[1] والکعب هنا المفصل الذی فی وسط القدم عند معقد الشراک فیما روی هشام عن محمد بخلافه فی الوضوء فإنه العظم الناتء أی المرتفع ولم یعین فی الحدیث أحدهما لکن لما کان الکعب یطلق علیه وعلی الثانی حمله علیه احتیاطا ، کذا فی فتح القدیر أی حمل الکعب فی الإحرام علی المفصل المذکور لأجل الاحتیاط ؛ لأن الأحوط فیما کان أکثر کشفا وهو فیما قلنا (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الإحرام) وما روی هشام عن محمد أنه المفصل الذی عند معقد الشراک علی ظهر القدم فغیر صحیح ، إنما قال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اوّلاً تو یہ امام محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول نہیں۔ دوسرے جدید تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ یہ پیروں کے درمیان والی ابھری ہوئی ہڈی انگلیوں کی طرف والی ہڈیوں سے الگ اور جدا ہوتی ہے، لہٰذا اس ہڈی سے آگے انگلیوں کی طرف والی ہڈیاں اس روایت کی رُو سے عائد ہونے والی پابندی سے خارج ہیں۔ تیسرے اس روایت میں امام محمد رحمہ اللہ سے بھی احرام کے بارے میں اس تیسری ہڈی کا کعب ہونا صراحتاً منقول نہیں۔ چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ کا بحالتِ احرام خفین کے کاٹے جانے کی جگہ کی طرف اشارہ کرنے کا ذکر ہے، پیروں کے درمیان والی ہڈی کو کعب قرار دینے کا ذکر نہیں۔ "وأشار محمد بيده إلى موضع القطع (بحر)"

لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر امام محمد رحمہ اللہ کی طرف اس ہڈی کو کعب قرار دینے کی نسبت درست معلوم نہیں ہوتی۔

اور اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں جو خفین کو کعبین کے نیچے سے کاٹنے کا ذکر ہے، امام محمد رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے کعبین سے نیچے والے حصہ پر اس طرح اشارہ کیا کہ اس اشارہ کو کعبین کے نیچے سے ان کی سیدھ میں پیروں کے اگلے حصہ تک لے گئے، جہاں پیروں کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی واقع ہے، تاکہ خفین پیروں کے تمام اطراف سے ٹخنوں کی سطح سے نیچے ہو جائیں، نہ کہ صرف کعبین ہی کے نیچے سے۔ چوتھے اسے وضو کے باب میں ذکر کرنے کو بعض حضرات کی طرف سے حضرت ہشام کا سہو قرار دینا بھی محلِ نظر ہے، کیونکہ حضرت ہشام تو خود احرام کی حالت میں خفین کے کاٹے جانے کی جگہ کی طرف امام محمد رحمہ اللہ کا اشارہ کرنے کو ذکر کر رہے ہیں، تو ان کے اسے وضو کے بارے میں کعب سمجھنے کا کیا مطلب؟ خصوصاً جبکہ وضو کے بارے میں کعبین کا مفہوم بالکل واضح ہے، اس میں حضرت ہشام کی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے، البتہ کسی اور کی طرف سے نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہو، تو

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

محمد فى مسألة المحرم إذا لم يجد نعلين ، أنه يقطع الخف أسفل الكعب ، فقال :إن الكعب ههنا الذى فى مفصل القدم فنقل هشام ذلک إلى الطهارة ، والله أعلم (بدائع الصنائع، کتاب الطهارة، باب بيان ار کان الوضوء)

وأما فرض غسل الرجلين فمن رؤوس الأصابع إلى الكعبين، ويدخل الكعبان فى الغسل عند علمائنا رحمهم الله. والكعب هو العظم الناتىء فى الساق الذى يكون فوق القدم .والذى روى هشام عن محمد رحمه الله أن الكعب هو العظم المربع الذى يكون فى وسط القدم عند معقد الشراک، فذاک وهم منه، لم يرد محمد رحمه الله فى هذا تفسير الكعب فى الطهارة والصلاة، وإنما أراد به فى حق المحرم إذا لم يجد نعلين ومعه خفان قال يقطعهما أسفل من الكعبين، وأراد بالكعب العظم المربع الذى يكون فى وسط القدم عند معقد الشراک ليصير آلة فى معنى النعلين. وأما تفسير الكعب فى الطهارة والصلاة العظم الناتىء الذى هو فى الساق فوق القدم (المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى ،کتاب الطهارات، الفصل الاول فى الوضوء)

الگ بات ہے۔ پانچویں بعد کے مشائخ نے امام محمد کی اس روایت کی بنیاد پر پیروں کے درمیان کی اس ابھری ہوئی ہڈی کو بھی احتیاطاً اس حکم میں شامل کیا ہے، لہٰذا اس کو اس کے درجے پر رکھنا چاہئے۔ [1]

مذکورہ تفصیل کو ذہن میں رکھ کر اب معلوم ہونا چاہئے کہ احرام کی حالت میں مرد حضرات کو ایسا جوتا پہننا منع ہے کہ جو دونوں طرف سے ٹخنے کی عام ہڈیوں کو چھپالے، جیسا کہ فوجی بوٹ اور خفین کی حالت ہوتی ہے، اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کے پیشِ نظر احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مرد حضرات احرام کی حالت میں ایسا جوتا پہننے سے بھی پرہیز کریں کہ جو عام ٹخنوں کی ہڈیوں سے تو نیچے ہو، لیکن پیروں کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے۔

اور رہا ایسا بند جوتا پہننا کہ جو دائیں بائیں سے ٹخنے کی ہڈی سے نیچے نیچے (ایڑی کو) اور آگے کی طرف سے ابھری ہوئی ہڈی سے نیچے نیچے کے حصے (مثلاً انگلیوں اور پنجوں) کو چھپائے ہوئے ہو، اس کا پہننا بلاشبہ جائز ہے۔ پس ہوائی چپل کا پہننا جائز ہے، اور اسی طرح ایسا بوٹ پہننا بھی جائز ہے جو پیچھے اور آگے کی طرف سے مذکورہ ہڈیوں سے نیچے نیچے ہو، اگرچہ پیچھے ایڑی اور آگے پنجوں کو چھپائے ہوئے ہو، جیسا کہ آج کل ملکیشن نامی بوٹ جوتا ملتا ہے، اسی طرح بعض ایسے کھُسے اور بعض ایسی سوفٹیاں اور آگے سے بند جوتے اور سینڈل جوتے ملتے ہیں، جو آگے سے پیروں کے درمیان والی ہڈی اور پیچھے سے ٹخنوں کی ہڈی کی سطح سے نیچے نیچے ہوتے ہیں۔ اور اس طرح کے جوتے پہننا کہ جو پیچھے ایڑی کی طرف سے

---

[1] وقال محمد بن الحسن ومن تبعه من الحنفية الكعب هنا هو العظم الذى فى وسط القدم عند معقد الشراک وقيل أن ذلک لا يعرف عند أهل اللغة وقيل إنه لا يثبت عن محمد وأن السبب فى نقله عنه أن هشام بن عبيد الله الرازى سمعه يقول فى مسئله المحرم إذا لم يجد النعلين حيث يقطع خفيه فأشار محمد بيده إلى موضع القطع ونقله هشام إلى غسل الرجلين فى الطهارة وبهذا يتعقب على من نقل عن أبى حنيفة كابن بطال أنه قال إن الكعب هو الشاخص فى ظهر القدم فإنه لا يلزم من نقل ذلک عن محمد بن الحسن على تقدير صحته عنه أن يكون قول أبى حنيفة ونقل عن الأصمعى وهو قول الإمامية أن الكعب عظم مستدير تحت عظم الساق حيث مفصل الساق والقدم. وجمهور أهل اللغة على أن فى كل قدم كعبين(فتح البارى لابن حجر، كتاب الحج،باب ما لا يلبس المحرم من الثياب)

عند الجعفرية :هو العظم المرتفع فى ظهر القدم، الواقع فى ما بين المفصل والمشط .ونسبه بعضهم إلى محمد بن الحسن الشيبانى.قال المحاملى، والنووى :ولا يصح عنه(القاموس الفقهى، ص ۳۱۹)

والكعبان هما العظمان الناشزان من جانبى القدم أى المرتفعان كذا فى المغرب وصححه فى الهداية وغيرها وروى هشام عن محمد أنه فى ظهر القدم عند مقعد الشراک قالوا هو سهو من هشام ؛ لأن محمدا إنما قال ذلک فى المحرم إذا لم يجد النعلين حيث يقطع خفيه أسفل من الكعبين وأشار محمد بيده إلى موضع القطع فنقله هشام إلى الطهارة ويرد على هشام من جهة المعنى أيضا(البحرالرائق، كتاب الطهارة ،فرائض الوضو)

تو ٹخنوں سے نیچے ہوں، لیکن آگے کی طرف سے پیروں کی پشت کے درمیان والی ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالیں، تو ان کا پہننا اگرچہ عام فقہاء کے نزدیک جائز ہو، مگر امام محمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے پیشِ نظر کم ازکم خلافِ احتیاط ضرور ہے، جس سے عام حالات میں پرہیز کرنا چاہئے۔ الا ان تکون الضرورۃ داعیۃ۔[1]

اور حدیث میں ٹخنوں سے نیچے نیچے تک جوتا پہننے کی جو اجازت دی گئی ہے، وہ یا تو ضرورت کی وجہ سے ہے کہ جوتا پہننا ضرورت ہے، اور یہ ضرورت مذکورہ ہڈیوں کو چھپائے بغیر پوری ہوسکتی ہے، یا پھر اس وجہ سے ہے کہ شریعت کی نظر میں پیر کے اتنے حصہ کو جوتوں سے ڈھانپنا پورے عضو پر سلی ہوئی چیز پہننے میں داخل نہیں۔

اور اکثر عوام جو یہ سمجھتے ہیں کہ پیر کی ابھری ہوئی ہڈی پر کسی بھی حال میں کپڑا لگانا منع ہے، کیونکہ اس جگہ میں چہرہ اور سر کی طرح احرام ہوتا ہے، یہ بات درست نہیں، کیونکہ پیروں میں سر اور چہرہ کی طرح احرام ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سردی وغیرہ کی وجہ سے کسی چادر (یعنی بغیر سلے ہوئے کپڑے) سے پیروں کو ڈھانکنا جائز ہے، جس طرح سے کہ ہاتھوں اور پیٹ، کمر اور پنڈلی وغیرہ کو ڈھانکنا جائز ہے۔

یہ بھی یادر رہے کہ مذکورہ تفصیل مرد حضرات کے احرام کے بارے میں ہے، جہاں تک خواتین کا معاملہ ہے، تو ان کو احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے، اسی وجہ سے ان کو ایسا جوتا اور خفین پہننا جائز ہے، جو ٹخنوں اور پاؤں کے اوپر ابھری ہوئی ہڈی کو چھپالے۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۹/ ذوالقعدہ/ ۱۴۳۱ھ 07/ نومبر/ 2010ء بروز اتوار ادارہ غفران، راولپنڈی

---

[1] فالحاصل أنه يجوز لبس كل شيء فى رجله لا يغطى الكعب الذى فى وسط القدم سرموزه كان أو مداسا أو غير ذلک (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج، باب الإحرام)

وَالْمُرَادُ قَطْعُهُمَا بِحَيْثُ يَصِيرُ الْكَعْبَانِ وَمَا فَوْقَهُمَا مِنْ السَّاقِ مَكْشُوفًا لَا قَطْعُ مَوْضِعِ الْكَعْبَيْنِ فَقَطْ كَمَا لَا يَخْفَى وَالنَّعْلُ هُوَ الْمِدَاسُ بِكَسْرِ الْمِيمِ وَهُوَ مَا يَلْبَسُهُ أَهْلُ الْحَرَمَيْنِ مِمَّنْ لَهُ شِرَاكٌ (قَوْلُهُ عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ) وَهُوَ الْمَفْصِلُ الَّذِى فِى وَسَطِ الْقَدَمِ كَذَا رَوَى هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ ، بِخِلَافِهِ فِى الْوُضُوءِ فَإِنَّهُ الْعَظْمُ النَّاتِءُ أَىْ الْمُرْتَفِعُ وَلَمْ يُعَيِّنْ فِى الْحَدِيثِ أَحَدَهُمَا لَكِنْ لَمَّا كَانَ الْكَعْبُ يُطْلَقُ عَلَيْهِمَا حُمِلَ عَلَى الْأَوَّلِ احْتِيَاطًا لِأَنَّ الْأَحْوَطَ فِيمَا كَانَ أَكْثَرَ كَشْفًا بَحْرٌ...... (قَوْلُهُ فَيَجُوزُ إلَخْ) تَفْرِيعٌ عَلَى مَا فُهِمَ مِمَّا قَبْلَهُ وَهُوَ جَوَازُ لُبْسِ مَا لَا يُغَطِّى الْكَعْبَ الَّذِى فِى وَسَطِ الْقَدَمِ وَالسُّرْمُوزَةِ قِيلَ هُوَ الْمُسَمَّى بِالْبَابُوجِ ...... وَإِذَا كَانَ وَجْهُهَا أَوْ وَجْهُ الْبَابُوجِ طَوِيلًا ، بِحَيْثُ يَسْتُرُ الْكَعْبَ الَّذِى فِى وَسَطِ الْقَدَمِ يَقْطَعُ الزَّائِدَ السَّاتِرَ أَوْ يَحْشُو فِى دَاخِلِهِ خِرْقَةً بِحَيْثُ تَمْنَعُ دُخُولَ الْقَدَمِ كُلِّهَا وَلَا يَصِلُ وَجْهُهُ إلَى الْكَعْبِ وَقَدْ فَعَلْت ذَلِکَ وَقْتَ الْإِحْرَامِ احْتِرَازًا عَنْ قَطْعِ وَجْهِ الْبَابُوجِ لِمَا فِيهِ مِنْ الْإِتْلَافِ(رد المحتار، كتاب الحج، فَصْل فِى الْإِحْرَامِ وَصِفَةِ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ)

(الجمجم) المداس(المعجم الوسيط ماده جمجم)

(البابوج)خف أو حذاء من دون رقبة (فارسيته بابوش) و معناه غطاء القدم(المعجم الوسيط باب الباء)

الجُرْمُوقُ (فى الفارسيّة:سَرْمُوزه :خُفٌّ صغِيرٌ) : الخُفُّ الصَّغِيرُ .وقيل :ما يُلْبَسُ فوق الخُفِّ وِقايَةً له (بحوث ودراسات فى اللهجات العربية من إصدارات مجمع اللغة العربية بالقاهرة، مادة ج ر م ق)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذَالِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۵)

برادرانِ یوسف کی حضرت یوسف کے خلاف تدبیر

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب دیکھا کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف سے غیر معمولی محبت رکھتے ہیں، جوان کو حاصل نہیں، اس لئے ان پر حسد ہوا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو کسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب بھی معلوم ہوگیا ہو، جس سے انہوں نے محسوس کیا کہ ان کو بڑی شان اور نعمت ودولت ملنے والی ہے، اس لئے اس سے ان کو حسد پیدا ہوا۔ [1]

تو انہوں نے آپس میں صلاح ومشورہ کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے والد کو بہ نسبت ہمارے، یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے زیادہ محبت ہے، حالانکہ ہم دس ہیں، اوران سے بڑے ہیں، گھر کے کام کاج سنبھالنے کی قوت رکھتے ہیں، اور یہ دونوں چھوٹے بچے ہیں، جو کچھ کام نہیں کر سکتے، ہمارے والد کو اس کا خیال رکھنا اور ہم سے زیادہ محبت کرنا چاہئے تھا، مگر ہمارے والد نے ہمارے ساتھ کھلی ہوئی ناانصافی کر رکھی ہے، اس لئے اس کا بہترین حل یہ نظر آتا ہے کہ یا تو ہم یوسف کو قتل کر کے راستے سے ہٹا دیتے ہیں، یا پھر ان کو کسی دوردراز زمین میں پھینک آتے ہیں، جہاں سے یہ واپس نہ آسکیں۔

قرآن مجید میں ان کے صلاح ومشورہ کو اس طرح نقل فرمایا گیا ہے:

اِذۡ قَالُوۡا لَیُوۡسُفُ وَاَخُوۡہُ اَحَبُّ اِلٰٓی اَبِیۡنَا مِنَّا وَنَحۡنُ عُصۡبَۃٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِ ۔اقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡہُ اَرۡضًا یَّخۡلُ لَکُمۡ وَجۡہُ اَبِیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا مِنۡ بَعۡدِہٖ قَوۡمًا صٰلِحِیۡنَ۔قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡہُمۡ لَا تَقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ وَاَلۡقُوۡہُ فِیۡ غَیٰبَتِ الۡجُبِّ یَلۡتَقِطۡہُ بَعۡضُ السَّیَّارَۃِ اِنۡ کُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ(سورۃ یوسف آیت ۸تا۱۰)

---

[1] ثم ذكر حسد إخوة يوسف له على محبة أبيه له ولاخيه -يعنون شقيقه لامه بنيامين -أكثر منهم، وهم عصبة أى جماعة يقولون :فكنا نحن أحق بالمحبة من هذين "إن أبانا لفى ضلال مبين "أى بتقديمه حبهما علينا .ثم اشتوروا فيما بينهم فى قتل يوسف أو إبعاده إلى أرض لا يرجع منها، ليخلو لهم وجه أبيهم أى لتتمحض محبته لهم وتتوفر عليهم، وأضمروا التوبة بعد ذلک(قصص الانبياء لابنِ كثير ص۲۱۲)

Idara Ghufran

ترجمہ: جب انہوں نے (آپس میں) تذکرہ کیا کہ یوسف اوراس کا بھائی ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہمارے والد صریح غلطی پر ہیں۔تو یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ۔ پھر تمہارے والد کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی۔ اوراس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو جان سے نہ مارو (بلکہ) کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ گیر نکال (کر اور کسی ملک میں) لے جائے گا۔ اگر تم کو کرنا ہے (تو یوں کرو)

ان آیات میں جو حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے والد کے بارے میں ''ضلال'' کا لفظ استعمال کیا ہے، لفظِ ''ضلال'' کے لغوی معنیٰ تو گمراہی کے آتے ہیں، مگر یہاں گمراہی سے مراد دینی گمراہی نہیں، ورنہ ایسا خیال کرنے سے یہ سب کے سب کافر ہو جاتے، کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر اور نبی ہیں، ان کی شان میں ایسا خیال قطعی کفر ہے۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے متعلق خود قرآن مجید میں یہ بات مذکور ہے کہ بعد میں انہوں نے اپنے جرم کا اعتراف کر کے اپنے والد سے مغفرت کی دعا کی درخواست کی تھی، جس کو ان کے والد نے قبول کیا تھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان سب کی خطا معاف ہوئی، اور یہ سب اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ یہ سب مسلمان ہوں، ورنہ کافر کے حق میں مغفرت کی دعا جائز نہیں، اس لئے کہ ان بھائیوں کے مسلمان ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ لفظِ ''ضلال'' اس جگہ صرف اس معنیٰ میں بولا گیا ہے کہ بھائیوں کے حقوق میں برابری نہیں کرتے، اس لئے غلطی پر ہیں۔

اگلی آیت میں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے آپس میں مشورہ کا ذکر ہے، ان میں بعض نے یہ رائے دی کہ یوسف کو قتل کر ڈالو، بعض نے کہا کہ کسی غیر آباد کنویں کی گہرائی میں ڈال دو تا کہ یہ کانٹا درمیان سے نکل جائے، اور تمہارے باپ کی پوری توجہ تمہاری ہی طرف ہو جائے، رہا یہ گناہ جو اس کے قتل یا کنویں میں ڈالنے سے ہوگا، تو بعد میں توبہ کر کے تم نیک ہو سکتے ہو۔

''وَتَكُونُوا مِنۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ'' کے یہ معنیٰ بھی ہو سکتے ہیں کہ یوسف کے قتل کے بعد تمہارے

حالات درست ہوجائیں گے، کیونکہ باپ کے سب انعام وکرام وغیرہ تمہارے لئے مخصوص ہوجائیں گے، جن میں کا کافی حصہ اب یوسف وبنیامین کو جاتا ہے، یا یہ معنیٰ ہیں کہ قتل کے بعد باپ سے عذر معذرت کرکے تم پھر نیک صالح ہوجاؤ گے، اور بزرگوں کی اولاد ہونے کی تقدیس حاصل رہے گی۔ ۱؎ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے یہ بھائی انبیاء نہیں تھے، کیونکہ انہوں نے اس واقعہ میں بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا، ایک بے گناہ کے قتل کا ارادہ، باپ کی نافرمانی اور ایذاء رسانی، معاہدہ کی خلاف ورزی، جھوٹی سازش، قطع رحمی وغیرہ، اور انبیاء علیہم السلام سے نبوت سے پہلے بھی جمہور کے عقیدے کے مطابق ایسے گناہ سرزد نہیں ہوسکتے۔ ۲؎

(جاری ہے......)

۱؎ يقولون :هـذا الـذى يزاحمكم فى محبة أبيكم لكم، أعدموه من وجه أبيكم، ليخلو لكم وحدكم، إما بأن تـقتلوه، أو تلقوه فى أرض من الأراضى -تستـريـحوا منه، وتختلوا أنتم بأبيكم، وتكونوا من بعد إعدامه قوما صالحين .فأضمروا التوبة قبل الذنب(تفسير ابنِ كثير تحت آيت ۹ من سورة يوسف)

قـال أبو جعفر :يـقول جل ثناؤه :قـال إخـوة يوسف بعضهم لبعض :اقتـلـوا يوسف أو اطرحوه فى أرض من الأرض ، يعنون مكانا من الأرض(يخلُ لكم وجه أبيكم) يعنون :يخلُ لكم وجه أبيكم من شغله بيوسف ، فإنه قـد شغله عنّا، وصرف وَجهه عنَّا إليه(وتكونوا من بعده قومًا صالحين) ، يعنون أنهم يتوبون من قتلهم يوسف، وذنبهـم الـذى يـركبـونـه فيه ، فيكونون بتوبتهم من قتله من بعد هلاك يوسف قومًا صالحين (تفسير طبرى، تحت آيت ۹ من سورة يوسف)

۲؎ قـال محمد بن إسحاق بن يسار :لـقـد اجتـمعوا على أمر عظيم، من قطيعة الرحم، وعقوق الوالد، وقلة الـرأفة بـالـصـغير الضَّرَع الذى لا ذنب له، وبالكبير الفانى ذى الحق والحرمة والفضل، وخطره عند الله، مع حق الوالد على ولده، ليفرقوا بينه وبين ابنه وحبيبه، على كبر سنه، ورِقَّة عظمه، مع مكانه من الله فيمن أحبه طـفلا صغيرا، وبين أبيه على ضعف قوته وصغر سنه، وحاجته إلى لطف والده وسكونه إليه، يغفر الله لهم وهو أرحم الراحمين، فقد احتملوا أمرا عظيما(تفسير ابنِ كثير تحت آيت ۹ من سورة يوسف)

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام)　　(اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اسلامی سال کے پہلے مہینے ''محرم الحرام'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات

اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اور اس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقیقت

عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اور اس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ: کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

مالیخولیا (Melancholia)

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالیخولیا (Melancholia) [۱] کی ابتداء وسوسہ سے ہوتی ہے، اور وسوسہ کی شدت یا بہتات مالیخولیا میں مبتلا کر دیتی ہے۔

مالیخولیا بنیادی طور پر ایک دماغی مرض ہے، جس میں وہم کی بہتات ہوتی ہے، مریض کا گمان اور اُس کی سوچ وفکر بگڑ جاتی ہے۔

مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان مرحوم مالیخولیا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس بیماری کا مریض انسانیت کا شرف کھو بیٹھتا ہے اور دین ودنیا کے کام کا نہیں رہتا، عقل سے بے بہرہ اور سمجھ سے عاری ہوجاتا ہے۔ یہ مرض شروع میں علاج پذیر ہوسکتا ہے، پُرانا ہونے پر اس کی اصلاح مشکل ہوجاتی ہے'' (حاذق ص ۴۶، ۴۷)

اس بیماری کے نتیجہ میں بعض اوقات مریض خوداعتمادی وقوتِ اعتمادی اور قوتِ ارادی کی دولت کھو بیٹھتا ہے، اسے نہ اپنے اوپر اعتماد ویقین رہتا، اور نہ ہی کسی دوسرے پر، ایسی حالت میں اگر دنیا جہان کے سارے انسان اسے بیک زبان ہوکر اس کی سوچ کے خلاف بات کہیں تو وہ سب کو جھوٹا اور غلط تصور کرتا ہے۔

کیونکہ اس کا تخیل اکثر وبیشتر حقیقت اور واقعہ کے بجائے خیالی اور غیر واقعی پہلو کا انتخاب کرتا ہے، جو شخص اس کی سوچ کے خلاف اس کے ساتھ پیش آئے اس کو غلط سمجھتا ہے، اور بالآخر وہ اپنے الٹے خیالات کی دنیا کا ماتحت اور تابعدار بن جاتا ہے، حقیقی چیزوں سے اس کی نظر ہٹ جاتی ہے اور وہ وہمی اور خیالی چیزوں کو حقیقی دنیا کا درجہ دینے لگتا ہے۔

مالیخولیا کے مریض کے بارے میں عام طور پر لوگوں میں یہ بات مشہور ہوجاتی ہے کہ اس پر کوئی جن، بھوت پریت چڑھ گیا ہے یا کسی نے جادو وغیرہ کرادیا ہے، حالانکہ بنیادی طور پر یہ ایک دماغی خرابی ہوتی ہے، اور

---

[۱] اطباء نے اس مرض کا اصل نام ''مالن خولیا'' قرار دیا ہے، جس میں لام کے بعد ''یا'' کے بجائے ''نون'' ہے؛ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرح اسباب جلد اول صفحہ ۹۷؛ تالیف: علامہ حکیم کبیر الدین صاحب۔
مگر ہماری بول چال میں یہ بیماری کیونکہ مالیخولیا کے نام سے مشہور ہے، اس لیے ہم نے اپنے مضمون میں اسی تلفظ کو اختیار کیا ہے۔

درحقیقت اس کا علاج دوائیوں سے زیادہ نفسیات یعنی خیالات کی اصلاح سے ہوتا ہے۔
وہم اور مالیخو لیا کا نفسیاتی علاج بہت مؤثر ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ اطباء کے نزدیک قوتِ نفسانیہ کا مَسکَن اور مَصدَر دماغ ہے (ملاحظہ ہو: کلیاتِ قانون لابن سینا صفحہ ۶۹؛ ترجمہ وتشریح علامہ کبیرالدین صاحب) [۱]
وہمی اور مالیخولیا کے اکثر مریض کسی حکیم یا ڈاکٹر کی دوا، اور کسی کے ہاتھ سے دی ہوئی غذا نہیں کھاتے۔
اُنہیں وَہم ہوتا ہے کہ جو غذا یا دوا اُنہیں دی جارہی ہے، وہ اُن کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔
بعض اوقات کسی کے کہنے سُننے سے معالج کے پاس چلے جاتے ہیں، لیکن واپس آ کر دوا رَکھ دیتے ہیں اور استعمال نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ معالج کو میری بیماری سمجھ نہ آئی ہو اور مجھے اس سے نقصان نہ ہوجائے۔ ایسے مریض کا علاج وہ معالج ہی کرسکتا ہے جو اس کے نفسیات کو سمجھ لے اور اس مریض کو اپنے اعتماد میں لے لے اور اُس کے ذہن میں اپنا ہمدرد اور دُکھ درد کا ساتھی ہونا بٹھا دے (ملاحظہ ہو: کلیات قانون مفردِ اعضاء، مصنفہ: حکیم محمد شریف صاحب، صفحہ ۲۱۴)
بعض ناواقف معالج ایسے مریض کے لیے صرف دوا تجویز کردیتے ہیں، اور اس کی نفسیات کو سمجھ کر اور کیفیات کو تبدیل کر کے علاج سے غفلت کرتے ہیں۔ جس سے عموماً مرض دُور نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات شدید ہوجاتا ہے۔

مالیخولیا کے مریض کی علامات واقسام بیان کرتے ہوئے حکیم اجمل خان صاحب مرحوم لکھتے ہیں:

''مریض کے افکار، خوف اور فساد میں بدل جاتے ہیں، یعنی وہمی ہوجاتا ہے۔ چہرہ پر زردی یا سیاہی غالب ہوجاتی ہے۔ آنکھیں گدلی اور بے رونق اور جلد خشک ہوجاتی ہے۔ اور حیران، پریشان رہتا ہے۔ اور ہر ایک چیز سے ڈرتا ہے۔ مقامِ معدہ اور جگر پر بوجھ کی شکایت کرتا ہے۔ قبض ہوتا ہے۔

(۱) اگر خون میں احتراق پیدا ہونے کی وجہ سے ہو تو: مریض وحشت کے ساتھ فرحان وخنداں رہتا ہے۔

(۲) اور صفراء میں احتراق ہونے کی وجہ سے ہو تو: ہمیشہ بدخلق اور غضبناک، بدحواس حیران

---

[۱] قانون مفردِ اعضاء کی تحقیق کے مطابق حرکت وسکونِ نفسانی یعنی انسانی جذبات کا تعلق دل، جگر اور دماغ سے ہے، اور دل سے لذت ومسرت کے جذبات اور جگر سے غصے وغم کے جذبات، اور دماغ سے ندامت وخوف کے جذبات پیدا ہوتے ہیں (ملاحظہ ہو: کلیات قانون مفردِ اعضاء صفحہ ۱۸؛ مصنفہ: حکیم محمد شریف صاحب)

و پریشان ہوتا ہے،اور بکواس زیادہ کرتا ہے۔ایسے مریض کو نیند کم آتی ہے۔

(۳) اگر احتراقِ بلغم کی وجہ سے ہو تو: ہمیشہ مریض سست اور کسلمند ہوتا ہے اور ایک جگہ بیٹھا رہنا پسند کرتا ہے۔

(۴) اور احتراقِ سودا کی وجہ سے ہو تو: مریض ہمیشہ خوف کرتا ہے اور ڈرتا ہے۔اور اس پر ہمیشہ افکارِ ردّیہ کا ہجوم رہتا ہے۔بعض وقت روتا اور گڑگڑاتا ہے''(ایضاً ص۴۷) [۱]

---

[۱] مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم نے اپنے اس مختصر مگر جامع مضمون میں مالیخولیا کی تمام اقسام کی علامات کو بیان فرمادیا ہے۔اطبائے کرام کی مالیخولیا سے متعلق بیان کردہ مختلف تحقیقات سے واضح ہوتا ہے کہ مالیخولیا کی بنیادی طور پر چار قسمیں ہیں:

(۱) مالیخولیا دموی: جو خون کے جلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس صورت میں بے عقلی کے ساتھ ہنسی اور خوشی بھی ہوتی ہے،ایسے مریض کا رنگ گندمی اور روشن سُرخ ہوتا ہے،دونوں آنکھیں سُرخ اور رَگیں کشادہ ہوتی ہیں۔

(۲) مالیخولیا صفراوی: جو صفرا کے جلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس صورت میں مالیخولیا کے ساتھ جنون بھی ہوتا ہے،ایسا مریض حیرت اور بے عقلی کا شکار ہوتا ہے، بکواس کرتا، چیختا اور چلاّتا اور بے قرار ہوتا ہے،اور اس کو سکون نہیں ہوتا؛ نیند بھی نہیں آتی،شدید غصہ آتا ہے، مریض کا بدن گرم ہوتا ہے،اور رنگت زَرد ہوتی ہے؛ مریض کی نگاہ غصے کی شدت سے درندوں کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

(۳) مالیخولیا بلغمی: جو بلغم کے جلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسا مریض سُست و کاہل ہوتا ہے،اور سکون میں ہوتا ہے،اور ایک جگہ بیٹھے رہنا پسند کرتا ہے۔

(۴) مالیخولیا سوداوی: جو طبعی سوداء کے جلنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسے مریض کو سوچ و فکر اور ڈر و خوف زیادہ رہتا ہے،اور ایسا مریض رونے کو پسند کرتا ہے، بُرے خیالات اُبھرتے ہیں، تنہائی کو پسند کرتا ہے، کبھی اپنے آپ کو نعوذ باللہ عالمُ الغیب سمجھ بیٹھتا ہے۔

اور حیران کُن بات یہ ہے کہ ایسے مریض کو اس مرض کے باعث بعض اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کے واقع ہونے سے پہلے خبر ہو جاتی ہے۔ایسے بعض مریض اپنے آپ کو فرشتہ یا نعوذُ باللہ خدا بھی سمجھنے لگتے ہیں۔

پھر بعض اوقات کسی خِلط کے جلنے کا اَثر سَر تک محدود ہوتا ہے،اور بعض اوقات پورے بدن میں سرایت کر جاتا ہے (ملاحظہ ہو:''شرح اسباب''، جلد اول،صفحہ ۹۸، ۹۹،تالیف: حکیم کبیر الدین؛''کنز العلاج''، مصنفہ: حکیم رفیق حجازی)

بعض اطباء نے مالیخولیا کو صرف بلغمی اور سوداوی قرار دیا ہے اور صفراوی مالیخولیا کو جنون کا نام دیا ہے (ملاحظہ ہو: طبِ صابر صفحہ ۶۴؛ وتحقیقاتُ الامراض والعلامات صفحہ ۱۶۷)

خواتین کی مخصوص پاکی وناپاکی کے احکام

حیض، نفاس اور استحاضہ کے مفصل ومدلل مسائل واحکام

مؤلف: مفتی محمد یونس

(معین افتاء، ادارہ غفران، راولپنڈی)

ملنے کا پتہ: کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270

اخبارِ ادارہ

مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ۱۳/۲۰/۲۷/ ذیقعدہ ۵/ ذی الحجہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوئیں۔

□......۱۵/۲۲/۲۹/ ذیقعدہ بروز اتوار بعد عصر ہفتہ وار مجالسِ ملفوظات منعقد ہوئیں۔

□......۴/ ذیقعدہ جمعرات کی شام، بندہ امجد کا مع اہلِ خانہ اپنے ہمشیر زادگان مولوی امتیاز احمد صاحب سلمہٗ (متخصص، ادارہ غفران) وحافظ شہباز صاحب (اورایک ہمشیر زادی) کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کے لئے ظفروال (ضلع نارووال) جانا ہوا، سوموار ۸/ ذیقعدہ کو واپسی ہوئی۔

□......۱۵/ ذیقعدہ اتوار بعد ظہر مولانا سہیل صاحب، مولانا عادل صاحب (لاہور) مولانا اظہر الیاس صاحب (صادق آباد) امان اللہ باجوہ صاحب، ملک عامر صاحب، جناب مفتی عبدالکریم صاحب (ریسرچ سکالر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد) کی معیت میں دارالافتاء تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے اسلامی تجارت، زراعت، ملازمت، حساب کتاب کے عملی اجراء کے سلسلہ میں ترتیب دیئے گئے کورس کے بارے میں علمی مجالست ہوئی۔

□......۲۰/ ذیقعدہ بروز جمعہ مفتی محمد یونس صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب درسِ قرآن کے سلسلہ میں مولانا خلیل اللہ صاحب کے ہاں (سکوٹ، کلرسیداں) تشریف لے گئے، بعد عشاء مفتی محمد یونس صاحب نے سکوٹ کی مسجد میں درسِ قرآن دیا، اور رات ہی کو واپسی ہوئی۔

□......یکم/ ذی الحجہ مفتی وقار الحق عثمان صاحب زید مجدہٗ (خطیب مرکزی جامع مسجد، مانسہرہ سٹی) دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات ومجالست ہوئی، آپ سفر میں تھے، بعد ازاں جلدی آپ رخصت ہوئے۔

□......یکم/ ذی الحجہ حکیم محمد فیضان صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب اور مولانا محمد ناصر صاحب اشاعت کتب کے سلسلہ میں لاہور کے سفر پر تشریف لے گئے، اسی دن رات گئے واپسی ہوئی۔

□......حسبِ سابق امسال بھی ادارہ غفران کے زیرِ انتظام اجتماعی قربانیوں کا انتظام کیا گیا ہے، ذیقعدہ کے مہینہ میں بکثرت لوگ حصہ لیتے رہے، ہنوز اجتماعی قربانیوں میں حصہ داری کا سلسلہ روز افزوں جاری ہے، چھ ہزار اور ساڑھے چھ ہزار دو قسم کے حصے مقرر کئے گئے ہیں (بعد میں جو پیسے بچ جائیں، وہ حصہ داروں کو واپس کرنے کا نظم ہے)

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/ اکتوبر 2010ء بمطابق ۱۲ ذیقعدہ 1431ھ: پاکستان: ایوان صدر میں اجلاس، کراچی میں امن کیلئے اہم فیصلے، 5ویں روز 9 افراد قتل **22/ اکتوبر**: پاکستان: پنجاب اسمبلی میں مقامی حکومتوں کے قانون میں ترمیم کا بل کثرت رائے سے منظور **23/ اکتوبر**: پاکستان: پشاور اور کرزئی ایجنسی بم دھماکوں میں ایک کرنل، 5 فوجیوں سمیت 11 افراد جاں بحق، 17 عسکریت پسند بھی مارے گئے **24/ اکتوبر**: پاکستان: افغانستان طالبان کا اقوام متحدہ کے دفتر پر حملہ، متعدد اتحادی ہلاک **25/ اکتوبر**: پاکستان: ملک بھر میں ڈینگی وائرس بے قابو، قصبوں میں صورتحال انتہائی خوفناک **26/ اکتوبر**: پاکستان: پاکپتن بابا فریدالدین گنج شکر کے مزار پر بم دھماکا، 17 افراد جاں بحق، 25 زخمی **27/ اکتوبر**: پاکستان: رینٹل پاور منصوبوں کے ٹھیکے شفاف نہیں تھے، ذمہ داروں کا تعین کیا جائے، سپریم کورٹ **28/ اکتوبر**: پاکستان: انڈونیشیا کو سونامی اور پہاڑ سے نکلنے والی خوفناک آگ کا سامنا، ہلاکتیں 272 ہوگئیں **29/ اکتوبر**: پاکستان: مہنگے رینٹل پاور پروجیکٹ کیوں لیے، عدالت عظمیٰ، حکومت سے رپورٹ طلب **30/ اکتوبر**: پاکستان: متحدہ مسلم لیگ کے قیام کا اعلان، پیر پگاڑا سربراہ ہوں گے، 13 رکنی رابطہ کمیٹی تشکیل **31/ اکتوبر**: پاکستان: جوڈیشنل کمیشن کا پہلا اجلاس 6 نومبر کو طلب انڈونیشیا: سونامی ہلاکتیں 413، 298 افراد لاپتا **یکم/ نومبر**: پاکستان: بجلی قیمتوں میں 2 فیصد اضافہ، پیٹرول 7 9 . 5، ڈیزل 1 5 . 4 روپے فی لیٹر مہنگا، پیٹرول کی نئی قیمت 72 روپے 96 پیسے، ہائی اسپیڈ ڈیزل 78 روپے 33 پیسے، ایچ او بی سی 86 روپے 67 پیسے اور مٹی کے تیل کی قیمت 5 روپے اضافے کے ساتھ 70 روپے 95 پیسے فی لیٹر ہوگئی **02/ نومبر**: پاکستان: صوابی پولیس لائن میں خود کش دھماکا، 2 اہلکار سمیت 3 افراد جاں بحق **03/ نومبر**: پاکستان: جوڈیشنل کمیشن کے لئے نامزد سابق جج علی قزلباش مستعفی **04/ نومبر**: پاکستان: شمالی وزیرستان 3 امریکی حملے 15 افراد جاں بحق **05/ نومبر**: پاکستان: تیل، گھی، آٹا چینی اور ایل پی جی کی قیمتوں میں پھر اضافہ **06/ نومبر**: پاکستان: درہ آدم خیل پشاور: مساجد میں دھماکے 71 افراد جاں بحق **07/ نومبر**: پاکستان: جوڈیشنل کمیشن کا پہلا اجلاس قواعد وضوابط کی منظوری، اعلیٰ عدلیہ میں ججز کی نامزدگی چیف جسٹس کریں گے **08/ نومبر**: پاکستان: ملک کے بیشتر علاقوں میں چینی 130 روپے فی کلو فروخت، صرف 24 گھنٹوں میں 21 روپے اضافہ۔

Iqra Ghufran

ترتیب وپیشکش ابورملہ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر ۷ (۱۴۳۱ھ) کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
گیس کی لوڈ شیڈنگ	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۳
سوئی گیس کی کمی کیسے ختم ہو؟	// //	شمارہ۲ص۳
بجلی کا بحران کب تک؟	// //	شمارہ۳ص۳
معاشی وسیاسی بحران اور ہماری دینی حالتِ زار	// //	شمارہ۴ص۳
بجلی اور کاروباری بحران اور بغیر بل کا بلب	// //	شمارہ۵ص۳
بجلی کی چوری اور ناجائز طریقہ سے استعمال	// //	شمارہ۶ص۳
مہنگائی کا حل خودکشی نہیں	// //	شمارہ۷ص۳
یہ بے اعتدالیاں اور غلو کب تک؟	// //	شمارہ۸ص۳
سیلاب اور اس کا سدِّ باب	// //	شمارہ۹ص۳
سیلاب کیا سبق دے کر گیا؟	// //	شمارہ۱۰ص۳
گزرگاہوں پر ایذارسانی کے چند مناظر	// //	شمارہ۱۱ص۳
جھوٹ کا پیشہ	// //	شمارہ۱۲ص۳

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
یہودیوں کا جادُو کرنا (سورہ بقرہ قسط ۶۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۵
یہود کی نبی علیہ السلام کے حق میں گستاخی اور مسلمانوں کے لئے تعلیم (سورہ بقرہ قسط ۶۴)	// //	شمارہ۲ص۷
احکامِ الٰہی کے منسوخ ہونے کی حقیقت وحکمت (سورہ بقرہ قسط ۶۵)	// //	شمارہ۳ص۵

بے جا اور مہمل سوالات کی ممانعت (سورہ بقرہ قسط ۶۶)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ ص ۶
یہود کی مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کی کوشش (سورہ بقرہ قسط ۶۷)	// //	شمارہ ۵ ص ۷
جنت کا مستحق ہونے کے لئے اسلام اور نیک عمل بنیاد ہیں (سورہ بقرہ قسط ۶۸)	// //	شمارہ ۶ ص ۷
مساجد کی تخریب بہت بڑا ظلم ہے (سورہ بقرہ قسط ۶۹)	// //	شمارہ ۷ ص ۶
قبلہ متعین کرنے کی حکمت (سورہ بقرہ قسط ۷۰)	// //	شمارہ ۸ ص ۶
اللہ تعالیٰ اولاد سے بے نیاز ہے (سورہ بقرہ قسط ۷۱)	// //	شمارہ ۹ ص ۹
اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد تجویز کرنے والوں کی گمراہی (سورہ بقرہ قسط ۷۲)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۷
جاہلوں کی باتیں کہ "اللہ ہم سے بات کیوں نہیں کرتا" (سورہ بقرہ قسط ۷۳)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۶
یہود ونصاریٰ کبھی مسلمانوں سے راضی نہیں ہوسکتے	// //	شمارہ ۱۲ ص ۶

﴿ درسِ حدیث ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
استسقاء کی دعا اور نماز کا بیان (دوسری وآخری قسط)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۹
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۱)	// //	شمارہ ۲ ص ۱۰
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۲)	// //	شمارہ ۳ ص ۹
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۳)	// //	شمارہ ۴ ص ۹
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۴)	// //	شمارہ ۵ ص ۹
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۵)	// //	شمارہ ۶ ص ۱۰
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۶)	// //	شمارہ ۷ ص ۹
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۷)	// //	شمارہ ۸ ص ۱۰
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۸)	// //	شمارہ ۹ ص ۱۲
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۹)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۱۰
نماز میں خشوع وخضوع کی فضیلت واہمیت (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۹
قبرستان میں یا قبر کے سامنے نماز پڑھنا	// //	شمارہ ۱۲ ص ۹

Idara Ghufran

﴿مقالات ومضامین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
درود شریف کے فضائل وآداب (قسط نمبر۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ص ۲۴
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱ص ۲۶
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ص ۲۹
درود شریف کے فضائل وآداب (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ ۲ص ۱۸
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۲ص ۲۱
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۲)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۲ص ۲۷
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۳)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۳ص ۱۶
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۳ص ۲۴
دعا کی فضیلت اور اس کے آداب	حافظ محمد فرحان	شمارہ ۴ص ۱۷
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۴)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۴ص ۲۱
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۴)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ص ۲۴
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۵ص ۲۱
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۵)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ص ۲۶
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۶)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۶ص ۲۰
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۶)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۶ص ۲۵
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۷)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۷ص ۱۶
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۷)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۷ص ۲۱
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۸)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۸ص ۱۸
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۸)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۸ص ۲۰
صدقہ وخیرات مقبول ہونے کی شرائط	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ص ۱۸
اِس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ (قسط۹)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۹ص ۲۵
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۹)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ص ۲۹

ذخیرہ اندوزی	مفتی منظور احمد	شمارہ۹ص۳۵
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟(اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟قسط۱۰)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۰ص۱۹
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱۰)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۰ص۲۴
لوگوں سے سوال کرنا	مفتی منظور احمد	شمارہ۱۰ص۳۰
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟(اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟قسط۱۱)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۱ص۱۶
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۱ص۲۰
صبح صادق کے متعلق اکابر کے ایک اختلاف کی تحقیق	// //	شمارہ۱۱ص۲۴
سہارنپور کا سفر (قسط۱)	// //	شمارہ۱۱ص۳۱
سودی لین دین سے پرہیز کیجئے (قسط۱)	مفتی منظور احمد	شمارہ۱۱ص۳۴
گھٹن والی زندگی (اس دور کے چارہ گر کہاں ہیں؟ قسط۱۲)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱۲ص۱۳
فجر اور شفق کے درجہ کی تحقیق (قسط۱۲)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۲ص۱۶
سہارنپور کا سفر (قسط۲)	// //	شمارہ۱۲ص۱۸
سودی لین دین سے پرہیز کیجئے (قسط۲)	مفتی منظور احمد	شمارہ۱۲ص۲۲

﴿تاریخی معلومات﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ ذی الحجہ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ۱ص۳۵
ماہِ محرم: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۲ص۳۲
ماہِ صفر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۳ص۲۷
ماہِ ربیع الاول: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۴ص۲۹
ماہِ ربیع الآخر: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۵ص۳۰
ماہِ جمادی الاولیٰ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۶ص۲۹
ماہِ جمادی الاخریٰ: چوتھی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۷ص۲۴
ماہِ رجب: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۸ص۲۵

Idara Ghufran

ماہِ شعبان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	مولانا طارق محمود	شمارہ۹ص۴۱
ماہِ رمضان: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۰ص۳۳
ماہِ شوال: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۱ص۳۷
ماہِ ذیقعدہ: پانچویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات	// //	شمارہ۱۲ص۲۵

﴿فقهی مسائل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سجدہ سہو کے مسائل (نماز کے احکام: قسط ۱۵)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۳۸
سجدہ سہو کے مسائل (نماز کے احکام: قسط۱۶)	// //	شمارہ۲ص۳۵
سجدہ سہو کے مسائل (نماز کے احکام: قسط ۱۷)	// //	شمارہ۳ص۳۰
سجدہ سہو کے مسائل (نماز کے احکام: قسط ۱۸)	// //	شمارہ۴ص۳۲
سنت، نفل نمازیں (نماز کے احکام: قسط ۱۹)	// //	شمارہ۵ص۳۳
سنت، نفل نمازیں (نماز کے احکام: قسط ۲۰)	// //	شمارہ۶ص۳۲
سنت، نفل نمازوں کا بیان (نماز کے احکام: اکیسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۷ص۲۷

﴿آداب المعاشرت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
نام رکھنے کے آداب (قسط۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۴۲
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۱)	// //	شمارہ۲ص۳۸
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۲)	// //	شمارہ۳ص۳۴
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۳)	// //	شمارہ۴ص۳۵
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۴)	// //	شمارہ۵ص۳۷
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۵)	// //	شمارہ۶ص۳۸
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۶)	// //	شمارہ۷ص۳۰
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط۷)	// //	شمارہ۸ص۲۸

جانوروں کے حقوق وآداب (قسط ۸)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۹ ص ۴۴
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط ۹)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۳۶
جانوروں کے حقوق وآداب (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۱
جانوروں کے حقوق وآداب (گیارہویں وآخری قسط)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۲۸

اصلاح وتزکیہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
موجودہ حالات کے تناظر میں (قسط ۴)	اصلاحی مجلس: حضرت مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب	شمارہ ۱ ص ۴۷
موجودہ حالات کے تناظر میں (پانچویں وآخری قسط)	// //	شمارہ ۲ ص ۴۳
علماء وطلباء کے لیے ہدایات (قسط ۱)	// //	شمارہ ۳ ص ۳۷
علماء وطلباء کے لیے ہدایات (قسط ۲)	// //	شمارہ ۴ ص ۴۹
علماء وطلباء کے لیے ہدایات (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۵ ص ۴۴
نفس کی نعمت، اوراس کی اصلاح کی ضرورت (قسط ۱)	// //	شمارہ ۶ ص ۴۶
نفس کی نعمت، اوراس کی اصلاح کی ضرورت (قسط ۲)	// //	شمارہ ۷ ص ۳۴
نفس کی نعمت، اوراس کی اصلاح کی ضرورت (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۸ ص ۳۵

اصلاح العلماء والمدارس

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
طاقت کا غلط اور بے جا استعمال	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۴۹
اہلِ علم کو وقت کے ضیاع اور فضول اختلاط سے بچنے کی ضرورت	// //	شمارہ ۲ ص ۴۶

علم کے مینار

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سرگذشت عہدِ گل (قسط ۲۷)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۵۳
سرگذشت عہد گل (قسط ۲۸)	// //	شمارہ ۲ ص ۴۷

سرگذشت عہد گل (قسط ۲۹)	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۳ ص ۴۰
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۰)	// //	شمارہ ۴ ص ۵۴
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۱)	// //	شمارہ ۵ ص ۴۹
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۲)	// //	شمارہ ۶ ص ۵۲
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۳)	// //	شمارہ ۷ ص ۳۷
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۴)	// //	شمارہ ۸ ص ۴۳
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۵)	// //	شمارہ ۹ ص ۴۹
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۶)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۴۲
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۷)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۴
سرگذشت عہد گل (قسط ۳۸)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۳۱

﴿تذکرۂ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۸)	مفتی محمد امجد حسین	شمارہ ۱ ص ۵۶
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۹)	// //	شمارہ ۲ ص ۵۰
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۳ ص ۴۴
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۱)	// //	شمارہ ۴ ص ۵۶
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۲)	// //	شمارہ ۵ ص ۵۲
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۳)	// //	شمارہ ۶ ص ۵۵
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۴)	// //	شمارہ ۷ ص ۳۹
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان (قسط ۱۵)	// //	شمارہ ۸ ص ۴۷
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط ۱)	// //	شمارہ ۹ ص ۵۱
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط ۲)	// //	شمارہ ۱۰ ص ۴۵
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط ۳)	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۸
تذکرہ مولانا رومی کا (قسط ۴)	// //	شمارہ ۱۲ ص ۳۵

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
لالچ بُری بلا ہے	ابو فرحان	شمارہ ۱ ص ۶۰
نیکی کا بدلہ	// //	شمارہ ۲ ص ۵۴
زبان کا زخم	// //	شمارہ ۳ ص ۴۸
جیسی کرنی ویسی بھرنی	// //	شمارہ ۴ ص ۶۰
برکتوں والی روزی	// //	شمارہ ۵ ص ۵۶
علم کی دولت	// //	شمارہ ۶ ص ۵۹
پیسوں کا لالچ اور شیطانی خواب	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۷ ص ۴۲
بے وقوف شیر اور عقلمند خرگوش	// //	شمارہ ۸ ص ۵۰
دو کام چور دوست	// //	شمارہ ۹ ص ۵۷
لڑاکا بھائی اور عقلمند باپ	// //	شمارہ ۱۰ ص ۴۸
صبح اور شام کا مبارک وقت	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۷
چرسی بھائی کِس کے، دَم لگایا کھِسکے	// //	شمارہ ۱۲ ص ۳۹

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ و صفحہ نمبر
شرم و حیا (قسط ۱)	مفتی ابوشعیب	شمارہ ۱ ص ۶۲
شرم و حیا (دوسری و آخری قسط)	// //	شمارہ ۲ ص ۵۶
ہماری پیدائش کا مقصد	// //	شمارہ ۳ ص ۵۰
علمِ دین حاصل کرنے کی ضرورت	// //	شمارہ ۴ ص ۶۲
علمِ دین کی فرض مقدار	// //	شمارہ ۵ ص ۵۸
گھر میں مدرسہ	// //	شمارہ ۶ ص ۶۱
دو سوکنوں کا تقویٰ	// //	شمارہ ۷ ص ۴۴

Iqra Ghufran

سادگی	مفتی ابوشعیب	شمارہ ۸ ص ۵۷
رمضان کی عبادات	// //	شمارہ ۹ ص ۵۹
شوال کے چھ روزوں کے فضائل ومسائل	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۰
قربانی	// //	شمارہ ۱۱ ص ۶۰
صدقہ سے شفائے امراض	// //	شمارہ ۱۲ ص ۴۲

آپ کے دینی مسائل کا حل

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
جمع بین الصلاتین یعنی دونمازوں کو اکٹھا پڑھنے کا حکم	ادارہ	شمارہ ۱ ص ۶۵
قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی لازم ہونے کا ثبوت	// //	شمارہ ۲ ص ۵۹
فجر کی نماز جلدی پڑھنا افضل ہے یا تاخیر سے؟	// //	شمارہ ۳ ص ۵۴
مغرب کے انتہائی اور عشاء کے ابتدائی وقت کی تحقیق	// //	شمارہ ۴ ص ۶۴
ظہر اور عصر کی نماز کے اوقات کی تحقیق	// //	شمارہ ۵ ص ۶۱
مغرب کے مستحب اور جائز ومکروہ اوقات کی تحقیق	// //	شمارہ ۶ ص ۶۴
نماز کے ممنوع ومکروہ اوقات کی تحقیق	// //	شمارہ ۷ ص ۵۳
سجدہ سہو کے سلام کے بعد سنت ہونے کا ثبوت	// //	شمارہ ۸ ص ۶۱
امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے سے رکعت ملنے کا ثبوت	// //	شمارہ ۹ ص ۶۴
نمازی کے سامنے سے گزرنے کا مدلّل ومفصّل حکم	// //	شمارہ ۱۰ ص ۵۷
تشہّد میں بیٹھنے اور اُنگلی سے اشارہ کا طریقہ	// //	شمارہ ۱۱ ص ۶۳
سورج اور چاند گرہن کی نماز مفصّل ومدلّل حکم	// //	شمارہ ۱۲ ص ۴۹

کیا آپ جانتے ہیں؟

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عام اخبارات میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث چھاپنے کا حکم (بسلسلہ سوالات وجوابات)	ترتیب: مولانا ابرار حسین ستی	شمارہ ۱ ص ۸۹

مسجد میں مروجہ ٹوپیوں کا حکم	(// //)	ترتیب: مولانا ابرار حسین ستی	شمارہ۲ص۸۸
آپ ﷺ کے نام کے ساتھ پورا درود شریف نہ لکھنا	(// //)	// //	شمارہ۳ص۸۸
وسیلے کی شرعی حیثیت	(// //)	// //	شمارہ۴ص۸۷
صاحبِ ترتیب کی نماز کا مسئلہ	(// //)	ترتیب: مولانا محمد ناصر	شمارہ۵ص۹۰
کالروالی قمیض یا شرٹ پہننے کا حکم	(// //)	// //	شمارہ۶ص۸۹
عورت کا گھر سے باہر نکلنا	(// //)	// //	شمارہ۷ص۷۷
.ٹی وی کے ذریعے تراویح میں قرآن سُننا	(// //)	// //	شمارہ۸ص۸۵
عورتوں کے لیے پردہ کا حکم	(// //)	// //	شمارہ۹ص۸۴
وَٹّہ سَٹّہ اور طلاق کے نقصانات	(// //)	// //	شمارہ۱۰ص۸۵
قربانی کس شخص پر لازم ہے؟	(// //)	// //	شمارہ۱۱ص۸۳
احرام کی حالت میں جوتے پہننے کا حکم	(// //)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۲ص۶۹

﴿عبرت کدہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۵)	ابوجویریہ	شمارہ۱ص۹۱
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۶)	// //	شمارہ۲ص۹۱
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۷)	// //	شمارہ۳ص۹۰
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۸)	// //	شمارہ۴ص۹۱
حضرت لوط علیہ السلام (قسط۹)	// //	شمارہ۵ص۹۲
حضرت لوط علیہ السلام (دسویں وآخری قسط)	// //	شمارہ۶ص۹۱
حضرت یعقوب علیہ السلام	// //	شمارہ۷ص۸۸
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۱)	// //	شمارہ۸ص۸۷
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۲)	// //	شمارہ۹ص۸۹
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۳)	// //	شمارہ۱۰ص۹۰

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۴)	ابوجویریہ	شمارہ۱۱ص۸۷
حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۵)	// //	شمارہ۱۲ص۷۶

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اخروٹ(WAL NUT)	حکیم محمد فیضان	شمارہ۱ص۹۳
تل(JINJELISEEDS)	// //	شمارہ۲ص۹۳
گاجر ایک مفید سبزی	// //	شمارہ۳ص۹۳
اسٹرابیری خوشنما اور مفید پھل	// //	شمارہ۴ص۹۵
پپیتا غذائیت سے بھرپور پھل	// //	شمارہ۵ص۹۵
مزیدار پھل خوبانی	// //	شمارہ۶ص۹۴
گرمیوں کا مفید پھل فالسہ	// //	شمارہ۷ص۹۱
وقت کام اور توانائی	جناب مسعود احمد برکاتی صاحب	شمارہ۸ص۸۹
موسمِ برسات میں حفاظتی تدابیر	حکیم محمد فیضان	شمارہ۹ص۹۱
آنکھیں دُکھنا	// //	شمارہ۱۰ص۹۲
بچوں کی لُکنت کے ذمے دار ماں باپ ہوتے ہیں	جناب مسعود احمد برکاتی صاحب	شمارہ۱۱ص۹۰
مالیخولیا(Melancholia)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱۲ص۷۹

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ۱ص۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۲ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ص۹۷

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد حسین	شمارہ ۴ ص ۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۵ ص ۹۷
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۶ ص ۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۷ ص ۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۸ ص ۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۹ ص ۹۲
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۱۰ ص ۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۱۱ ص ۹۳
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۱۲ ص ۸۲

﴿اخبارِ عالم﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابرار حسین ستی	شمارہ ۱ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۲ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۳ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۴ ص ۹۸
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	حافظ غلام بلال	شمارہ ۵ ص ۹۹
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۶ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۷ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۸ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۹ ص ۹۳
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۱۰ ص ۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۱۱ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۱۲ ص ۸۳

Idara Ghufran